جلد ۴ ستمبر ۱۹۶۳ء شمارہ ۹

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران)

بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور بُرائی سے روکتے ہیں ۔

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

سالانہ چندہ چھ روپے فی پرچہ ۶۰ پیسے

22

37

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

(آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

ستمبر ۱۹۶۳ء

(ایڈیٹر)

مسعود احمد دہلوی

سالانہ چندہ:- چھ روپے ۶/ فی پرچہ:- ساٹھ پیسے

فہرستِ مضامین

طابع و ناشر:- چوہدری محمد ابراہیم ، مطبع :- ضیاء الاسلام پریس ربوہ ، مقامِ اشاعت :- دفتر ماہنامہ "انصار اللہ" دارالصدر جنوبی - ربوہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شمارہ ۹	انصار اللہ	جلد ۴

ستمبر ۱۹۶۳ء

انتہائی درد انگیز اور المناک جماعتی سانحہ

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی رحلت اور ہمارا فرض

یہ احساس ہر دم اور ہر آن رُوح کو پریشان و مضطرب اور دل کو سیماب وار بے چین و بے قرار کئے دے رہا ہے کہ وہ صاحبِ عزّ و وقار، وہ فخرِ دیار، وہ مولیٰ کا یار، وہ حق پر نثار، وہ چمنستانِ روحانیت کا گُلِ سرسبد و سدا بہار جسے خدا نے اُس کی پیدائش سے قبل ہی اپنا **فضل** اور اپنا **نور** قرار دیا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ **قمر الانبیاء** کے عظیم الشان لقب سے نوازا۔ جسے خدا نے اُس کی پیدائش کے بعد طفلی کے پیار بھرے الفاظ سے یاد کیا اور آشوبِ چشم کی خطرناک حالت میں بصارت کے ساتھ ساتھ بے انداز بصیرت عطا ہونے کی بشارت سے سرفراز فرمایا۔ جو آسمانی بشارتوں کے عین مطابق سنِ شعور کو پہنچنے کے بعد نصف صدی سے زائد عرصہ تک حضرت المصلح الموعود کے دستِ راست کی حیثیت سے اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کی عظیم جد و جہد میں دن اور رات ہمہ تن مشغول رہا۔ جس نے حضرت سلطان القلمؑ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے سیف کا کام قلم سے کر دکھانے میں وہ وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے کہ اپنے اور پرائے سب عش عش کر اُٹھے۔ جو سرور بخش و دل آویز چاندنی کی طرح آنکھوں کو تراوت، دلوں کو ٹھنڈک اور روحوں کو فرحت بخشتا اور انہیں ہر آن نئی زندگی سے ہمکنار کرتا رہا۔ جو ہر مصیبت اور آڑے وقت میں ڈوبتے دلوں کی ڈھارس، غریبوں، ناداروں اور بے سہاروں کا سہارا بنا رہا۔ جس کا مقدس و مطہر وجود محبت و شفقت اور مودّت و ملاطفت کا عافیت بخش سایہ بن کر سب کے دلوں پر چھایا رہا اور بلا لحاظ سب کو ہی اطمینان و سکینت

اور بشاشت و طمانیت سے مالامال کر کے انہیں دل کی تونگری کے آداب سکھاتا رہا ـــــ وہ ستر سال تک ایک دنیا کو اپنے جمالی اوصاف سے فیضیاب اور بے شمار برکتوں سے بہرہ یاب کرنے کے بعد داعئ اجل کو لبیک کہہ کر اِس جہانِ فانی سے عالمِ جاودانی کی طرف رحلت کر گیا ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔

قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رحلت جو خدائی مقدرات کے تحت ۲ ستمبر ۱۹۶۳ء کو وقوع میں آئی ایک انتہائی المناک جماعتی سانحہ ہے جس نے مشرق سے لیکر مغرب تک اور شمال سے لیکر جنوب تک ہر فرد جماعت کے ہر ہر ذرّہ وجود کو ہلا کر رکھ دیا ہے ۔ اور ہر دل غم کی پوٹ بنا آپ کے اخلاقِ فاضلہ اور عظیم الشان کارناموں کو یاد کر کے جدائی کی کرب انگیز کیفیت کے زیرِ اثر پھوٹ پھوٹ کر رو رہا ہے ۔ اور رو رو کر اپنے واحد و یگانہ اور قادر و قدوس خدا کے حضور اپنی یہ التجا پیش کر رہا ہے کہ :-

اے ارحم الراحمین ! تُو نے ہی حضرت میاں صاحب موصوف جیسا عظیم الشان وجود دنیا میں بھیج کر ہمیں آپ سے فیضیاب ہونے کا موقع عطا فرمایا تھا اور اب تُو نے ہی اپنی حکمتِ بالغہ کے تحت انہیں اپنے پاس واپس بلا کر براہِ راست فیضیابی کے اِس سلسلہ کو بظاہر منقطع فرما دیا ہے ۔ اب تُو ہی ہمیں صبر کی طاقت عطا فرما اور رضا بالقضاء کا نہایت اعلیٰ نمونہ پیش کرنے کی توفیق بخش حضرت میاں صاحب نوّر اللہ مرقدہ کی مقدس و مطہّر رُوح پر اپنے انوار و برکات اور افضال و انعامات کی بارش نازل کر اور بلند سے بلند مدارج عطا فرما کر آپ کو اپنے خاص مقامِ قرب سے نواز ۔ آپ کے مقدس و مبارک وجود کے ساتھ جو عظیم الشان برکات تُو نے وابستہ کی تھیں اور جن سے ہم تیری ہی دی ہوئی توفیق سے فیضیاب ہوتے چلے آ رہے تھے اُن کا سلسلہ ہمارے درمیان آئندہ بھی قائم و دائم رکھ ۔ آپ کے وصال سے اِس وقت جو خلاء پیدا ہوا ہے اُسے اپنے فضل سے جلد پُر فرما ۔ تُو نے ہی اپنے خاص فضل کے ماتحت یہ مبارک وجود دُنیا میں بھیجا تھا اور اب اِس کے واپس چلے جانے کے بعد تیرا ہی فضل بے پایاں ہماری اِس محرومی کی تلافی کر سکتا ہے ۔ پس ہم تیرے ایسے ہی خاص فضل کے امیدوار ہیں ۔ تو ہم پر نظرِ کرم کر اور اپنا فضل نازل فرما ۔ ہمیں اُن اوصاف کو اپنانے اور اُن پر عمل پیرا ہونے کی توفیق دے جو حضرت میاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرۃ و کردار میں طرّۂ امتیاز کا درجہ رکھتے تھے ۔

احبابِ جماعت کا اپنے قادر و توانا اور ارحم الراحمین خدا کے حضور اشکبار آنکھوں اور درد مند دل کے ساتھ کمال درجہ عجز و انکسار کی حالت میں یہ التجا پیش کرنا ایک قدرتی امر ہے اس لئے کہ حضرت میاں صاحب

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رفیع الشان مقام اور آپ کے عظیم الشان کارناموں کی بناء پر احباب جماعت کو مثیل مسیح موعود سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہٗ کے بعد دوسرے درجہ پر سب سے زیادہ محبت وعقیدت آپ ہی کے ساتھ تھی اور حق یہ ہے کہ حضور ایدہ اللہ کے بعد ثانوی حیثیت میں آپ ہی کی ذاتِ والا صفات ان کی تمام تر عقیدتوں اور محبتوں کا مرکز بنی ہوئی تھی اور اپنی تمام تر انفرادی اور اجتماعی مشکلات میں فوری مشورہ اور راہنمائی کے لئے ان کی نگاہیں آپ ہی کی طرف اُٹھتی تھیں اور وہ بلا تامل آپ ہی کی طرف رجوع کرتے تھے۔

آپ کے مقام اور شان کی رفعت اُن الہامات سے ہی ظاہر ہے جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک نشانِ صداقت کے طور پر آپ کے پیدا ہونے اور پھر آگے چل کر عظیم الشان کارنامے سرانجام دینے کی بشارت دی۔ وہ الہامات جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے "آئینہ کمالاتِ اسلام" اور "تریاق القلوب" میں انہیں درج فرمایا ہے یہ ہیں :-

"یَأْتِیْ قَمَرُ الْاَنْبِیَآءِ وَ اَمْرُكَ یَتَأَتّٰی ۔ یَسُرُّ اللّٰہُ وَجْهَكَ وَ یُنِیْرُ بُرْهَانَكَ ۔ سَیُوْلَدُ لَكَ الْوَلَدُ وَ یُدْنٰی مِنْكَ الْفَضْلُ ۔ اِنَّ نُوْرِیْ قَرِیْبٌ ۔

یعنی نبیوں کا چاند آئے گا اور تیرا کام تجھے حاصل ہو جائے گا۔ خدا تیرے مُنہ کو بشاش کرے گا اور تیرے بُرہان کو روشن کر دے گا۔ (اور وہ اِس طرح کہ) تجھے ایک بیٹا عطا ہو گا اور فضل تجھ سے قریب کیا جائے گا۔ یقیناً میرا نور نزدیک ہے۔" (آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۲۶۶ مطبوعہ فروری ۱۸۹۳ء)

اِن الہامات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نشانِ صداقت کے طور پر مصلح موعود ایسے اولوالعزم فرزند کے بعد ایک اور عظیم الشان فرزند کے پیدا ہونے کی بشارت دی ہے اور اس کی عظمتِ شان کو ظاہر کرنے کے لئے اُسے نبیوں کا چاند قرار دیا ہے جس سے مراد یہ ہے کہ جس طرح چاند، سورج سے جو اپنی ذات میں نور ہی نور ہے، روشنی حاصل کر کے خود چمک اُٹھتا ہے اسی طرح وہ لڑکا نبیوں کے اُسوہ پر عمل پیرا ہو کر اور اُن سے اکتسابِ فیض کر کے چاند کی طرح نور سے معمور ہو جائے گا اور دُنیا میں غلبۂ اسلام کا جو کام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سپرد کیا گیا ہے اس کی تکمیل میں وہ آپ کا ممد ومعاون ثابت ہو گا اور وہ اِس طرح کہ صداقتِ اسلام کے جو دلائل اللہ تعالیٰ سے علم حاصل کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دُنیا کے سامنے پیش کئے ہیں ینیر برھانك کے تحت وہ حسبِ ضرورت نئے اسلوب سے پھر انہیں دُنیا کے سامنے پیش کرے گا اور اِس طرح دنیا میں صداقتِ اسلام کو آشکار کرنے میں بہت اہم کام سرانجام دے گا۔ اِسی لئے اُس لڑکے کا آنا خدا تعالیٰ کے فضل پر دلالت کرے گا اور اُس کے نور کے ظاہر ہونے کے مترادف ہو گا۔

پھر اِن الہامات میں مصلحِ موعود کے علاوہ پیدا ہونے والے دوسرے فرزند کے متعلق "وامرك یتأتی" کہہ کر اسے بھی غلبۂ اسلام کی تکمیل کے ساتھ وابستہ کیا گیا ہے جس میں صاف اِس امر کی طرف اشارہ ہے کہ یہ لڑکا مصلحِ موعود کے دستِ راست اور نائب کی حیثیت سے غلبۂ اسلام کی عظیم الشان جدوجہد میں اس کا ہاتھ بٹائے گا۔ اِسی لئے اِن الہامات میں مصلحِ موعود کی عظیم الشان صفات میں سے بعض صفات کا دوسرے فرزند کے تعلق میں اعادہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ مصلحِ موعود والی پیشگوئی میں مصلحِ موعود کو بھی فضل اور نور قرار دیا گیا ہے جیسا کہ پیشگوئی مذکورہ کے الہامی الفاظ "اُس کے ساتھ فضل ہے جو اُس کے آنے کے ساتھ آئیگا" اور "نور آتا ہے نور" سے ظاہر ہے۔ اور یہی الفاظ مندرجہ بالا الہامات میں دوسرے فرزند کے لئے بھی استعمال ہوئے ہیں جیسا کہ "یدنی منك الفضل" اور "انّ نوری قریب" کے الفاظ سے اس کی نشاندہی ہوتی ہے۔ دونوں فرزندوں کے اوصاف میں "فضل" اور "نور" کا اشتراک صاف اِس امر کا آئینہ دار ہے کہ مصلحِ موعود کے عظیم الشان اوصاف میں سے بالخصوص اِن دو[2] اوصاف میں دوسرا فرزندِ موعود بھی شریک ہے۔ دوسرے فرزندِ موعود کی یہ شرکت اُس کی علوِّ شان کے ساتھ ساتھ اِس امر پر بھی دال ہے کہ اسے صداقتِ اسلام کے اظہار اور غلبۂ اسلام کی تکمیل کے عظیم الشان کام میں مصلحِ موعود سے ایک خاص نسبت حاصل ہے اور وہ کامل اطاعت اور کما حقّہٗ نیابت ہی کی نسبت ہے۔

دوسرے فرزندِ موعود کی بشارت سے متعلق الہامات کی اشاعت کے تین[3] ماہ بعد جب ۲۰ راپریل ۱۸۹۳ء کو حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُسی روز ایک اشتہار شائع فرمایا جس میں آپ کو اِن الہامات کا مورد قرار دیا اور پھر اپنی کتاب "تریاق القلوب" میں بالصراحت لکھا کہ آپ (یعنی حضرت میاں صاحبؓ) ہی وہ فرزند ہیں جن کی بشارت، الہامات مندرجہ "آئینہ کمالات اسلام" ص ۲۶۶ میں دی گئی تھی۔

چنانچہ جب ہم حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ستر سالہ زندگی، آپ کی سیرۃ اور آپ کے کارناموں پر نظر ڈالتے ہیں تو یہ دیکھ کر دل روحانی کیف و سرور سے بھر جاتا ہے کہ اِن الہامات کا لفظ لفظ عملاً آپ کے وجود میں بڑی آب و تاب کے ساتھ پورا ہوا۔ اِس میں کیا شک ہے کہ آپ انبیاء کے اُسوۂ حسنہ سے اکتسابِ فیض کے باعث اِسی طرح اُن کے چاند بنے جس طرح ہر بچہ اپنی ماں کی نگاہ میں چاند ہوتا ہے۔ ویسے بھی آپ اپنے جمالی اوصاف کی وجہ سے قمر ہی کی مانند تھے۔ آپ کی شخصیت اور سیرۃ میں چاند کی سی لطافت، ایک کیف آور برودت اور فرحت بخش تراوت بدرجۂ اتم موجود تھی جس نے آپ کی شخصیت اور سیرۃ میں ایک ایسی دلربائی و دلنوازی

بھر دی تھی کہ ہر دل ایک خاص قسم کی مقناطیسی کشش کے زیرِ اثر بے اختیار آپ کی طرف کھنچا چلا آتا تھا اور آپ کی ذات سیدنا حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کے دستِ راست اور حقیقی نائب کی حیثیت میں خود حضرت المصلح الموعود کی طرح مرجعِ خلائق بنی ہوئی تھی۔ حقیقت یہی ہے کہ آپ نے خود فضل اور نور ہوتے ہوئے سیدنا حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کی کامل اطاعت کا ایسا اعلیٰ نمونہ پیش کیا اور شروع ہی سے غلبۂ اسلام کی عظیم الشان جدوجہد میں ایسے مددگار بنے کہ صحیح معنوں میں دستِ راست ثابت ہوئے حتّٰی کہ آپ نے نیابت کا پورا پورا حق ادا کر دکھایا۔

پھر بنسیر برھانك کے وعدہ کے عین مطابق آپ نے وقت کی نئی ضرورتوں اور تقاضوں کے پیشِ نظر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیش کردہ دلائل کو نئے انداز اور نئے اسلوب میں ایسے دلکش اور مؤثر طریق پر پیش کیا اور دیکھتے ہی دیکھتے اپنے قلم کے زور سے جو آپ کو سلطان القلم سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ورثہ میں ملا تھا اور جس پر سلطان القلم کی طرح روح القدس کا سایہ تھا نہایت شاندار تائیدی لٹریچر پیدا کر دکھایا۔ آپ کی یہ بیش بہا تصانیف جن میں "سیرۃ خاتم النبیّین"، "ہمارا خدا"، "تبلیغِ ہدایت"، "سلسلۂ احمدیہ"، "سیرۃ المہدیؑ" اور "تربیتی مضامین" کو خاص اہمیت حاصل ہے بہتوں کی ہدایت کا موجب بنیں اور آئندہ بھی متلاشیانِ حق کو راہِ ہدایت کی طرف لانے کا موجب بنتی چلی جائیں گی۔ انشاء اللہ العزیز۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے آپ کی پیدائش سے قبل ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آپ کے رفیع الشان مقام اور آپ کے ذریعہ انجام پانے والے عظیم الشان کام، نیز آپ کے جمالی اوصاف اور دلوں کو موہ لینے والے سیرۃ و کردار سے بشارت کے رنگ میں الہاماً اطلاع دیدی تھی۔ پھر جب آپ کی ستّر سالہ نہایت درجہ کامیاب زندگی میں یہ سب بشارتیں لفظاً لفظاً پوری ہوتی چلی گئیں تو قدرتی طور پر افرادِ جماعت کے دلوں میں آپ کی قدر و منزلت اور جذبۂ احترام بڑھتا چلا گیا اور آپ کے ساتھ محبّت و عقیدت راسخ سے راسخ تر ہوتی چلی گئی۔ ہر چھوٹا بڑا آپ کا دلدادہ و شیدا تھا اور آپ پر نثار ہونے کے لئے ہر دم اور ہر آن تیار نظر آتا تھا۔ ایسے مقدس و بابرکت، ایسے ذی شان و عظیم المرتبت اور ایسے سراپا محبّت و شفقت وجودِ باجود کی رحلت پر افرادِ جماعت کی روحیں پریشان و مضطرب اور دل بے چین و بے قرار کیوں نہ ہوں، سینوں سے آہیں کیوں بلند نہ ہوں، اور آنکھوں سے اشکوں کے تارے ٹوٹ ٹوٹ کر کیوں نہ گریں۔

یہ صحیح ہے کہ اگر روحیں پریشان و مضطرب ہیں اور دل بے چین و بے قرار تو اس کی بھی ایک وجہ ہے اور جائز وجہ ہے۔ اگر سینوں سے آہیں بلند ہوتی ہیں تو اس کا بھی ایک سبب ہے اور اس کے حتمی اور یقینی ہونے میں کلام نہیں۔ اگر آنکھیں آنسو بہاتی ہیں تو اس کا بھی ایک کارن ہے اور اس کا حقیقی ہونا شک و شبہ سے بالا ہے۔

لیکن فطری جذبہ کے طور پر غم واندوہ اور حزن وملال کا لاحق ہونا اِس امر کو مستلزم نہیں کہ ہم مایوسی کو اپنے قریب بھی پھٹکنے دیں یا خدائی تقدیر کے خلاف شکوہ وشکایت کا ایک لفظ بھی زبان پر لائیں یا ایک لمحہ کے لئے بھی اِس ہلاکت آفریں وہم میں مبتلا ہوں کہ اب کیا بنے گا؟ ۔ ہمارا واحد ویگانہ خدا حیّ وقیوم اور قادر وعزیز خدا ہے۔ اُسی نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے اور وہی اس کا محافظ ہے۔ اُسی نے اِس سلسلہ کے بقاء واستحکام کے لئے حضرت میاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے نادرِ روزگار وجود پیدا کئے تھے۔ وہ آئندہ بھی ایسے وجود پیدا کرتا چلا جائے گا یہاں تک کہ یہ سلسلہ تمام دنیا پر محیط ہو کر اسلام کو رُوئے زمین پر غالب کردے گا۔ اُس کا وعدہ ہے کہ وہ حسبِ ضرورت ایسے بیشمار وجود اِس جماعت میں پیدا کرتا چلا جائے گا۔ چنانچہ اُس کے اِس وعدہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں :۔

"خدا نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائیگا اور میرے سلسلہ کو تمام زمین پر پھیلائے گا اور سب فرقوں پر میرے فرقے کو غالب کرے گا اور میرے فرقے کے لوگ اِس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ وہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کی رُو سے سب کا مُنہ بند کر دیں گے اور ہر قوم اِس چشمہ سے پانی پئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جائے گا ..... اور خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ مَیں تجھے برکت پر برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔"

(تجلیاتِ الٰہیہ)

یہ وعدہ اوّل دن سے ہی پورا ہوتا چلا آرہا ہے اور آئندہ بھی کمال آب وتاب کے ساتھ پورا ہوتا چلا جائیگا۔ لیکن یہ کہ حضرت میاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رحلت سے جو مہیب خلاء پیدا ہوا ہے وہ کب اور کس طرح پُر ہوگا؟ اِس کا علم خدا کو ہے۔ البتہ ہم یہ یقین رکھتے ہیں اور اِس بات پر ہمارا پختہ ایمان ہے کہ یہ خلاء خدا تعالیٰ کے فضل کے نتیجہ میں پُر ضرور ہوگا کیونکہ اس کا پُر ہونا اُس کے فضل پر ہی موقوف ہے۔

تاہم اِس ضمن میں ہم پر ایک بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور وہ یہ کہ ہم حضرت میاں صاحب رضی اللہ عنہ کے ساتھ اپنے محبت وعشق اور دلی وابستگی وعقیدت کا ثبوت آپ کی رحلت پر محض غم والم اور حزن وملال کے اظہار اور آنکھوں سے بہنے والے آنسوؤں کے تار ہی سے نہ دیں بلکہ اپنے عمل سے ثابت کر دکھائیں کہ واقعی آپ کے ساتھ محبت وعقیدت کی جڑیں اتنی گہری اور مضبوط ہیں کہ بڑے سے بڑا ابتلاء بھی انہیں اپنی جگہ سے ہلا نہیں سکتا۔ اِس کا طریق یہی ہے کہ ہم حضرت میاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے عشقِ خدا، عشقِ رسولؐ، عشقِ مسیحِ موعود

اور ہمدردی مخلوق کا وہی جذبہ اپنے اندر پیدا کریں جو حضرت میاں صاحبؓ کے قلب صافی میں موجزن تھا اور جس کے نتیجے میں آپ کو وہ بلند مقام اور وہ عظمت و شان حاصل ہوئی کہ ایک دنیا گرویدہ ہو کر آپ کی طرف کھنچی چلی آئی۔ پھر ہم خلافت کے ساتھ دلی وابستگی اور کامل اطاعت کا ایسا ہی اعلیٰ نمونہ دکھائیں اور غلبۂ اسلام کی عظیم الشان جدوجہد کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے سیدنا حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کے اسی طرح دست و بازو بنیں اور دن اور رات خدمات بجالانے میں اسی طرح ہمہ تن مشغول ہو جائیں جس طرح حضرت میاں صاحبؓ نے اپنے وجود کا ہر ذرّہ اسی راہ میں قربان کر دکھایا۔ اگر خدانخواستہ ہمارا محبت و عقیدت کا اظہار صرف زبان تک ہی محدود رہے اور ہم محض تعزیتی قرار دادیں منظور کر کے اسی پر تکیہ کئے بیٹھے رہیں تو ہمارا محبت و عقیدت کا دعویٰ جھوٹا ہے۔ ایسی صورت میں نہ صرف ہم ہی غلطی خوردہ شمار ہوں گے بلکہ نعوذ باللہ بزعم خود خدا کو بھی دھوکہ دینے کی ناپاک جسارت کا الزام ہم پر آئے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام محبت و عقیدت کا محض زبانی دعویٰ کرنے والوں کو خبردار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"یاد رہے کہ جو میری راہ پر چلنا نہیں چاہتا وہ مجھ سے نہیں اور اپنے دعوے میں جھوٹا ہے۔ اور جو میرے مذہب کو قبول کرنا نہیں چاہتا بلکہ اپنا مذہب پسندیدہ سمجھتا ہے وہ مجھ سے ایسا دُور ہے جیسا کہ مغرب مشرق سے۔ وہ خطا پر ہے کہ سمجھتا ہے کہ مَیں اُس کے ساتھ ہوں۔"

(اشتہار التوائے جلسہ مندرجہ شہادۃ القرآن)

اسی طرح حضرت میاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے عظیم محسن کی رحلت پر زبانی تعزیت کے ساتھ ساتھ ضروری ہے کہ ہم آپ کے اوصاف کو اپنا کر اور آپ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے خلافت کے ساتھ دلی وابستگی اور کامل اطاعت کا نمونہ پیش کر کے اپنے عمل سے حقیقی تعزیت کا ثبوت دیں۔ یہی وہ طریق ہے جس کو اختیار کرنے سے ہمارے اپنے وجود جاذبِ فضلِ الٰہی بن سکتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے خاص فضل کے نتیجہ میں وہ مہیب خلاء جلد تر پُر ہو سکتا ہے جو حضرت میاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کی وجہ سے رونما ہو کر ہمارے لئے پریشانی اور اضطراب کا موجب بنا ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ موجودہ نازک دور میں ہمیں اپنی اہم ذمہ داریوں کو سمجھنے اور انہیں کما حقہٗ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے تا مخالف کی ہر سعی مٹ جائے اور منافق کی ہر ریشہ دوانی ناکام و نامراد ہو اور خدا تعالیٰ کا وہ خاص فضل جس کا ہم میں سے ہر ایک منتظر ہے جلد نازل ہو اور برکت اور عظمت اور غلبہ کا خدائی وعدہ ہمارے اپنے وجودوں میں پورا ہو کر ہمیں فائز المرام کرے۔ آمین یا ارحم الراحمین ✦

قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ

کے متعلق

حضرت مسیح موعود کے کشوف والہامات

۱۔ پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق اولوالعزم فرزند موعود (سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ) کی ولادت کے قریباً تین سال بعد اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے الہام خاص کے ذریعہ ایک اور عظیم الشان فرزند کے پیدا ہونے کی بشارت دی۔ اس الہام کو جو ۱۰ر دسمبر ۱۸۹۲ء کو نازل ہوا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیشگوئی کے طور پر فروری ۱۸۹۳ء میں اپنی کتاب "آئینہ کمالات اسلام" میں شائع فرمایا۔ الہام کے الفاظ یہ ہیں:۔

"یَأْتِیْ قَمَرُ الْاَنْبِیَاءِ وَ اَمْرُكَ یَتَأَتّٰی۔ یَسُرُّ اللّٰہُ وَجْھَكَ وَیُنِیْرُ بُرْھَانَكَ۔ سَیُوْلَدُ لَكَ الْوَلَدُ وَیُدْنٰی مِنْكَ الْفَضْلُ۔ اِنَّ نُوْرِیْ قَرِیْبٌ۔
یعنی نبیوں کا چاند آئے گا اور تیرا کام تجھے حاصل ہو جائے گا۔ خدا تیرے منہ کو بشاش کرے گا اور تیرے برہان کو روشن کر دے گا۔ اور تجھے ایک بیٹا عطا ہوگا اور فضل تجھ سے قریب کیا جائیگا اور میرا نور نزدیک ہے۔" (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۶۶ مطبوعہ فروری ۱۸۹۳ء)

۲۔ مندرجہ بالا الہام کے نازل ہونے کے پانچ ماہ اور اس کی اشاعت کے تین ماہ بعد جب ۲۰ر اپریل ۱۸۹۳ء کو حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوتے تو اسی روز سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک اشتہار شائع فرمایا جس میں آپ نے نومولود کو الہام مندرجہ آئینہ کمالات اسلام کا مصداق قرار دیا اور لکھا کہ چند ماہ پیشتر خدائی الہام کی بناء پر ایک اور لڑکے کے پیدا ہونے کی جو پیشگوئی کی گئی تھی وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے پوری ہوگئی ہے۔ چنانچہ آپ نے رقم فرمایا:۔

"۲۰ر اپریل ۱۸۹۳ء سے چار مہینہ پہلے صفحہ ۲۶۶ آئینہ کمالات اسلام میں بتعیین تاریخ شائع ہو چکا ہے کہ خدا تعالیٰ نے ایک اور بیٹے کا اس عاجز سے وعدہ کیا ہے جو عنقریب پیدا ہوگا۔ اس پیشگوئی کے الفاظ یہ ہیں۔ سَیُوْلَدُ لَكَ الْوَلَدُ وَیُدْنٰی مِنْكَ الْفَضْلُ۔

اِنَّ نُوْرِیْ قَرِیْبٌ۔ یعنی عنقریب تیرے لڑکا پیدا ہوگا اور فضل تیرے نزدیک کیا جائے گا یقیناً میرا نور قریب ہے۔ سو آج ۲۰؍اپریل ۱۸۹۳ء کو وہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ یہ تو ظاہر ہے کہ انسان کو خود اپنی زندگی کا اعتبار نہیں چہ جائیکہ یقینی اور قطعی طور پر یہ اشتہار دیوے کہ ضرور عنقریب اس کے گھر میں بیٹا پیدا ہوگا خاص کر ایسا شخص جو اس پیشگوئی کو اپنے صدق کی علامت ٹھہراتا ہے اور تحدی کے طور پر پیش کرتا ہے۔ اب چاہیئے کہ شیخ محمد حسین اس بات کا بھی جواب دیں کہ یہ پیشگوئی کیوں پوری ہوئی۔ کیا یہ استدراج ہے یا نجوم ہے یا اٹکل ہے۔ اور کیا سبب ہے کہ خدا تعالیٰ بقول آپ کے ایک دجال کی ایسی پیشگوئیاں پوری کرتا جاتا ہے جن سے اُس کی سچائی کی تصدیق ہوتی ہے"۔

(اشتہار ۲۰؍اپریل ۱۸۹۳ء بحوالہ "تبلیغ رسالت" جلد سوم صفحہ ۲۴، ۲۵)

۳۔ نیز حضور علیہ السلام نے اِس پیشگوئی کے پورا ہونے کا اپنی کتاب "تریاق القلوب" میں تفصیل سے ذکر کرتے ہوئے رقم فرمایا:۔

"میرا دوسرا لڑکا جس کا نام بشیر احمد ہے اس کے پیدا ہونے کی پیشگوئی آئینہ کمالاتِ اسلام کے صفحہ ۲۶۶ میں کی گئی ہے اور اُس کتاب کے صفحہ ۲۰۲ کی چوتھی سطر سے معلوم ہوتا ہے کہ اس پیشگوئی کی تاریخ دہم دسمبر ۱۸۹۲ء ہے اور پیشگوئی کے الفاظ یہ ہیں یَأْتِیْ قَمَرُ الْاَنْبِیَآءِ وَاَمْرُکَ یَتَأَتّٰی۔ یَسُرُّ اللّٰہُ وَجْھَکَ وَیُنِیْرُ بُرْھَانَکَ۔ سَیُوْلَدُ لَکَ الْوَلَدُ وَیُدْنٰی مِنْکَ الْفَضْلُ۔ اِنَّ نُوْرِیْ قَرِیْبٌ (دیکھو صفحہ ۲۶۶ آئینہ کمالاتِ اسلام) یعنی نبیوں کا چاند آئے گا اور تیرا کام بن جائے گا۔ تیرے لئے ایک لڑکا پیدا کیا جائے گا اور فضل تجھ سے نزدیک کیا جائے گا یعنی خدا کے فضل کا موجب ہوگا اور نیز یہ کہ شکل و شباہت میں فضل احمد سے جو دوسری بیوی سے میرا لڑکا ہے مشابہت رکھے گا اور میرا نور قریب ہے (شاید نور سے مراد پسر موعود ہو) پھر جب یہ کتاب "آئینہ کمالاتِ اسلام" جس میں یہ پیشگوئی تاریخ دہم دسمبر ۱۸۹۲ء درج ہے اور جس کا دوسرا نام "دافع الوساوس" بھی ہے فروری ۱۸۹۳ء میں شائع ہو گئی جیسا کہ اس کے ٹائٹل پیج سے ظاہر ہے تو ۲۰۔ اپریل ۱۸۹۳ء کو جیسا کہ اشتہار ۲۰۔ اپریل ۹۳ء سے ظاہر ہے اِس پیشگوئی کے مطابق وہ لڑکا پیدا ہوا جس کا نام بشیر احمد رکھا گیا اور درحقیقت وہ لڑکا صورت کی رو سے فضل احمد سے مشابہ ہے جیسا کہ پیشگوئی میں صاف اشارہ کیا گیا اور یہ لڑکا پیشگوئی کی تاریخ دسمبر ۱۸۹۲ء سے تخمیناً پانچ مہینے بعد پیدا ہوا

اور اس کے پیدا ہونے کی تاریخ میں اشتہار ۲۰ اپریل ۱۸۹۳ء کو چھپوایا گیا جس کے عنوان پر یہ عبارت درج ہے منکرین کے ملزم کرنے کے لئے ایک اور پیشگوئی خاص محمد حسین بٹالوی کی توجہ کے لائق ہے۔"

(تریاق القلوب مطبوعہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۰۲ء صـ۴۲)

۴۔ نیز اس پیشگوئی کا حقیقۃ الوحی میں ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"پینتیسواں نشان یہ ہے کہ پہلا لڑکا محمود احمد پیدا ہونے کے بعد میرے گھر میں ایک اور لڑکا پیدا ہونے کی خدا نے مجھے بشارت دی اور اس کا اشتہار بھی لوگوں میں شائع کیا گیا۔ چنانچہ دوسرا لڑکا پیدا ہوا اور اس کا نام بشیر احمدؐ رکھا گیا۔" (حقیقۃ الوحی صـ۲۱۷)

۵۔ حضور علیہ السلام حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کے متعلق ۱۸۹۸ء کا ایک الہام درج کرتے ہوئے "نزول المسیح" میں فرماتے ہیں:۔

"ایک دفعہ ہمارے لڑکے بشیر احمدؐ کی آنکھیں بہت خراب ہو گئی تھیں پلکیں گر گئی تھیں اور پانی بہتا رہتا تھا۔ آخر ہم نے دعا کی تو الہام ہوا "بَرَّقَ طِفْلِیْ بَشِیْرٌ" یعنی میرے لڑکے بشیر احمد کی آنکھیں اچھی ہو گئیں۔ اس الہام کے ایک ہفتہ بعد اللہ تعالیٰ نے اس کو شفا دے دی اور آنکھیں بالکل تندرست ہو گئیں۔ اس سے پہلے کئی سال انگریزی اور یونانی علاج کیا گیا تھا مگر کچھ فائدہ نہیں ہوتا تھا بلکہ حالت ابتر ہوتی جاتی تھی۔"

(نزول المسیح صـ۲۳۰)

۶۔ "صبح کے وقت الہام ہوا۔ اوّل خواب میں دیکھا کہ گویا بڑی مسجد میں ہوں بشیر احمدؐ میرا لڑکا میرے پاس ہے۔ وہ مشرق اور کچھ شمال کی طرف اشارہ کر کے کہتا ہے اِس طرف زلزلہ گیا اور مجھے زلزلہ آنے سے پہلے الہام ہوا اِنِّیْ مَعَ الرَّسُوْلِ اَقُوْمُ اور پھر الہام ہوا مَظْھَرُ الْحَقِّ وَالْعُلٰی یعنی وہ ایسا امر ہوگا جس سے حق کھلے گا اور حق ظاہر ہوگا۔"

(تذکرہ صـ۶۱۲)

۷۔ "شب گزشتہ کو میں نے خواب میں دیکھا کہ اِس قدر زنبور ہیں (جن سے مراد کمینہ دشمن ہیں) کہ تمام سطح زمین اُن سے پُر ہے۔ ٹڈی دل سے زیادہ اُن کی کثرت ہے۔ اِس قدر ہیں کہ زمین کو قریباً ڈھانک دیا ہے۔ اور تھوڑے سے اُن میں سے پرواز بھی کر رہے ہیں جو نیش زنی کا ارادہ رکھتے ہیں مگر نامراد رہے۔ اور میں اپنے لڑکوں شریف اور بشیر کو کہتا ہوں کہ

قرآن شریف کی یہ آیت پڑھو اور بدن پر پھونک لو کچھ نقصان نہیں کریں گے۔ اور وہ آیت یہ ہے
وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِیْنَ ۔" (تذکرہ صہ ۶۶۳)

۸۔ "عالمِ کشف میں ایک اشتہار دکھایا گیا اس کے سر پر لکھا ہوا ہے :-
اَلْمُبَارَكُ

پھر بطور وحی کے زبان پر جاری ہوا :-
بَرَکَۃٌ زَائِدَۃٌ عَلٰی ھٰذَا الرَّجُلِ

اس کے بعد ایک رؤیا ہوا کہ میں رات کو اُٹھا ہوں۔ پہلے بشیر احمد، شریف احمد ملے۔ پھر میں آگے جاتا ہوں کہ پہرے والوں کو دیکھوں تو میں کہتا ہوں یا کوئی کہتا ہے کہ
"اس کے آگے فرشتے پہرہ دے رہے ہیں"
(تذکرہ صہ ۵۴۲)

۹۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ایک کشف کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا :-
"ایک گھنٹہ ہوا ہوگا ہم نے دیکھا والدہ محمود قرآن شریف آگے رکھے ہوئے پڑھتی ہیں۔ جب یہ آیت پڑھی وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِیْقًا اور اس میں اُولٰٓئِكَ پڑھا تو محمود سامنے آکھڑا ہوا۔ پھر دوبارہ اُولٰٓئِكَ پڑھا تو بشیر آکھڑا ہوا۔ پھر شریف آگیا — پھر فرمایا جو پہلے ہے وہ پہلے ہے۔"
(تذکرۃ المہدی مصنفہ پیر سراج الحق صاحب نعمانی حصہ دوم صہ ۳)

"اُخْرِجُ مِنْكَ قَوْمًا"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے ایک الہام کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-
" اُرِیْحُكَ وَلَا اُجِیْحُكَ وَاُخْرِجُ مِنْكَ قَوْمًا (یعنی میں تجھے راحت دوں گا اور تجھے نہ مٹاؤں گا اور تجھ سے ایک بڑی قوم نکالوں گا) اس کے ساتھ ہی دل میں ایک تفہیم ہوئی جس کا یہ مطلب تھا — جیسا کہ میں نے ابراہیم کو قوم بنایا۔"
(تذکرہ صہ ۱۹۱)

جماعت احمدیہ کی ترقی و غلبہ کے متعلق عظیم الشان آسمانی بشارت

تیری ذرّیت منقطع نہیں ہوگی اور آخری دنوں تک سرسبز رہے گی!

خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ قائم رکھے گا اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دیگا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام جماعت احمدیہ کی ترقی اور ہمیشہ ہمیش قائم رہنے والے غلبہ کے متعلق عظیم الشان آسمانی بشارت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"...... پھر خدائے کریم جلشانہ، نے مجھے بشارت دے کر کہا کہ تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا اور خواتین مبارکہ سے جن میں سے تو بعض کو اس کے بعد پائیگا تیری نسل بہت ہوگی اور میں تیری ذریّت کو بہت بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا۔ مگر بعض ان میں سے کم عمری میں فوت بھی ہوں گے اور تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیل جائے گی اور ہر ایک شاخ تیرے جدّی بھائیوں کی کاٹی جائے گی اور وہ جلد لاولد رہ کر ختم ہو جائے گی۔ اگر وہ توبہ نہ کریں گے تو خدا ان پر بلا نازل کرے گا یہاں تک کہ وہ نابود ہو جائیں گے ان کے گھر بیواؤں سے بھر جائیں گے اور ان کی دیواروں پر غضب نازل ہوگا لیکن اگر وہ رجوع کریں گے تو خدا رحم کیساتھ رجوع کرے گا۔ خدا تیری برکتیں ارد گرد پھیلائے گا اور ایک اُجڑا ہوا گھر تجھ سے آباد کرے گا اور ایک ڈراؤنا گھر برکتوں سے بھر دے گا۔ تیری ذریّت منقطع نہیں ہوگی اور آخری دنوں تک سرسبز رہے گی۔ خدا تیرے نام کو اُس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ قائم رکھے گا اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا۔ میں تجھے اٹھاؤں گا اور اپنی طرف بلالوں گا پر تیرا نام صفحۂ زمین سے کبھی نہیں اٹھے گا اور ایسا ہوگا کہ سب وہ لوگ جو تیری ذلّت کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے ناکام رہنے کے درپے اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں ہیں وہ خود ناکام رہیں گے اور ناکامی اور نامرادی میں مریں گے لیکن خدا تجھے بکلّی کامیاب کرے گا

اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا۔ اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔ اور ان میں کثرت بخشوں گا اور وہ مسلمانوں کے اُس دوسرے گروہ پر تابروزِ قیامت غالب رہیں گے جو حاسدوں اور معاندوں کا گروہ ہے خدا انہیں نہیں بھولے گا اور فراموش نہیں کرے گا۔ اور وہ علیٰ حسب الاخلاص اپنا اپنا اجر پائیں گے۔ تو مجھے ایسا ہے جیسا انبیاء بنی اسرائیل (یعنی ظلّی طور پر ان سے مشابہت رکھتا ہے) تو مجھے ایسا ہے جیسی میری توحید۔ تو مجھ سے اور مَیں تجھ سے ہوں اور وہ وقت آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا بادشاہوں اور امیروں کے دل میں تیری محبت ڈالے گا، یہاں تک کہ وہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ اے مُنکرو! اور حق کے مخالفو! اگر تم میرے بندے کی نسبت شک میں ہو۔ اگر تمہیں اس فضل و احسان سے کچھ انکار ہے جو ہم نے اپنے بندے پر کیا تو اس نشانِ رحمت کی مانند تم بھی اپنی نسبت کوئی سچا نشان پیش کرو اگر تم سچے ہو اور اگر تم پیش نہ کرسکو گے تو اس آگ سے ڈرو کہ جو نافرمانوں اور جھوٹوں اور حد سے بڑھنے والوں کے لئے تیار ہے۔"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء منقول از تبلیغ رسالت جلد اوّل صفحہ ۶۰-۶۲)

"خدا تیری ذرّیت کو بڑھائے گا"

خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مخاطب کرکے فرمایا:۔

"اے ابراہیم تجھ پر سلام۔ ہم نے تجھے خالص دوستی کے ساتھ چُن لیا۔ خدا تیرے سب کام درست کر دے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ تُو مجھ سے ایسا ہے جیسی میری توحید اور تفرید۔ خدا ایسا نہیں جو تجھے چھوڑ دے۔ جب تک وہ خبیث کو طیب سے جُدا نہ کرے۔ وہ تیرے مجد کو زیادہ کرے گا اور تیری ذرّیت کو بڑھائے گا۔ اور مِن بعد تیرے خاندان کا تجھ سے ہی ابتداء قرار دیا جائیگا۔ مَیں تجھے زمین کے کناروں تک عزت کے ساتھ شہرت دوں گا اور تیرا ذکر بلند کرونگا اور تیری محبت دلوں میں ڈال دوں گا۔"　(تذکرہ صفحہ ۱۹۱)

عربی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حمد باری تعالیٰ

يَا مَنْ اَحَاطَ الْخَلْقَ بِالْاٰلَاءِ
نُثْنِیْ عَلَیْكَ وَلَیْسَ حَوْلُ ثَنَاءِ

اے وہ ذات کہ نعمتوں سے مخلوق کا احاطہ کئے ہوئے ہے
ہم تیری تعریف تو کرتے ہیں لیکن تعریف کی طاقت نہیں۔

اُنْظُرْ اِلَیَّ بِرَحْمَةٍ وَعُطُوْفَةٍ
یَا مَلْجَئِیْ یَا کَاشِفَ الْغُمَّاءِ

میری طرف توجہ کر رحمت اور مہربانی سے
اے میری پناہ ! اے تاریکیوں کے دور کرنے والے

اَنْتَ الْمَلَاذُ وَاَنْتَ کَهْفُ نُفُوْسِنَا
فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا وَبَعْدَ فَنَاءِ

تو ہی جائے پناہ ہے اور تو ہی ہماری جانوں کی کہف و پناہ ہے
اس دنیا میں بھی اور مرنے کے بعد بھی

اِنَّا رَئَیْنَا فِی الظَّلَامِ مُصِیْبَةً
فَارْحَمْ وَاَنْزِلْنَا بِدَارِ ضِیَاءِ

ہم نے تاریکی کے زمانے میں مصیبت دیکھی ہے
پس ہمیں رحم کرکے نور کے گھر میں اُتار دے۔

اَنْتَ الْمُرَادُ وَاَنْتَ مَطْلَبُ مُهْجَتِیْ
وَعَلَیْكَ کُلُّ تَوَکُّلِیْ وَرَجَائِیْ

تو ہی مراد ہے اور تو ہی میرے دل کا مطلب ہے
اور تجھ پر ہی میرا سارا توکل اور امید ہے۔

اِنِّیْ اَمُوْتُ وَلَا یَمُوْتُ مَحَبَّتِیْ
یُدْرٰی بِذِکْرِكَ فِی التُّرَابِ نِدَائِیْ

مَیں تو مر جاؤں گا مگر میری محبت نہ مرے گی
قبر میں سے بھی تیری یاد کی ندا پائی جائے گی۔

مَا شَاهَدَتْ عَیْنِیْ کَمِثْلِكَ مُحْسِنًا
یَا وَاسِعَ الْمَعْرُوْفِ ذَا النَّعْمَاءِ

تجھ سا محسن میری آنکھ نے نہیں دیکھا۔
اے وسیع نعمتوں والے اور بڑی بھلائی و احسان والے

(منن الرحمٰن)

فارسی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اللہ تعالیٰ کے احساناتِ عظیمہ کا ذکر

قربانِ تُست جانِ من اے یارِ محسنم
با من کدام فرق تو کردی کہ من کنم

اے میرے محسن دوست میری جان تجھ پر قربان ہے
تُو نے مجھ سے کونسا فرق کیا ہے کہ مَیں تجھ سے کروں

ہر مطلب و مراد کہ میخواستم زِغیب
ہر آرزو کہ بود بخاطر معیّنم

ہر مراد اور مدعا جو مَیں نے غیب سے طلب کیا۔
اور ہر خواہش جو میرے دل میں تھی۔

از جُود دادۂ ہمہ آں مدعائے من
وز لطف کردۂ گذرِ خود بمسکنم

تُو نے اپنی مہربانی سے میری وہ مرادیں پوری کر دیں۔
اور مہربانی فرما کر تُو میرے گھر تشریف لایا۔

ہیچ آگہی نبود ز عشق و وفا مرا
خود ریختی متاعِ محبت بدامنم

مجھے عشق و وفا کی کچھ خبر نہ تھی۔
تُو نے ہی خود محبت کی پونجی میرے دامن میں ڈال دی

ایں صیقلِ دلم نہ بزہد و تعبد است
خود کردۂ بلطف و عنایات روشنم

یہ میرے دل کی صفائی زہد اور کثرتِ عبادت کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ تُو نے ہی مجھے آپ اپنی مہربانیوں اور احسان سے روشن کر دیا ہے۔

صد منتِ تو ہست بریں مشتِ خاکِ من
جانم رہینِ لطفِ عمیمِ تو ہم تنم

میرے اِس وجود پر جو خاک کی ایک مُٹھی ہے تیرے سینکڑوں احسان ہیں۔ میری جان بھی تیری عالمگیر مہربانیوں کی ممنون ہے اور میرا جسم بھی

در کُوئے تو اگر سرِ عُشّاق را زنند
اوّل کسیکہ لافِ تعشّق زند منم

اگر تیرے کُوچہ میں عاشقوں کے سر اُتارے جائیں
تو سب سے پہلے جو عشق کا دعویٰ کرے گا وہ مَیں ہوں گا۔

(آئینہ کمالاتِ اسلام۔ آخری صفحہ)

دُعائیں کرو اور خُوب دُعائیں کرو

(سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۷؍مارچ ۱۹۴۴ء کو سلسلۂ عالیہ احمدیہ کے نہایت جیّد و متبحر عالم حضرت مولانا سیّد محمد اسحاق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات پر ایک بصیرت افروز تقریر میں احبابِ جماعت کو توجہ دلائی تھی کہ صدمہ اور ابتلاء کے ایّام انہیں کس طرح گذارنے چاہئیں اور وہ کونسا طرزِ عمل ہے جس کی مدد سے وہ مایوسی سے بچ کر ترقی کی منازل طے کر سکتے ہیں۔ قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کی وجہ سے آجکل ہم پھر صدمہ اور ابتلاء کے ایّام میں سے گزر رہے ہیں۔ چنانچہ افادۂ احباب کی غرض سے حضور ایدہ اللہ کی وہ بصیرت افروز تقریر ذیل میں ہدیۂ قارئین کی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِن زرّین ہدایات اور نصائح پر کما حقہٗ عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ (ادارہ)

"اللہ تعالیٰ نے انسانی فطرت کو ایسا بنایا ہے کہ ہر شخص کو اپنے قریب کی چیزوں کا زیادہ احساس ہوتا ہے اور جو چیز بعید کی ہوتی ہے اُس کا احساس اُس کو کم ہوتا ہے۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے وہ ایک موت کا دن تھا۔ مگر جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو وہ تابعین جنہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھا تھا اور اسلام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ہی سیکھا تھا اُن کو اس وفات کا شدید ترین صدمہ ہوا اور ویسا ہی صدمہ جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا ہوا تھا۔ اسی طرح ایک کے بعد ایک زمانہ کے لوگ گزرتے چلے گئے اور جب سارے گزر گئے تو کسی وقت عالمِ اسلامی کے لئے حسن بصریؒ یا جنید بغدادیؒ کی وفات ایسے ہی صدمہ کا باعث تھی جیسے صحابہؓ کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات مگر یہ احساس نتیجہ تھا اِس بات کا کہ حسن بصریؒ اور جنید بغدادیؒ جیسے لوگ مسلمانوں میں بہت شاذ پیدا ہوتے تھے۔ اگر ساری اُمّت ہی حسن اور جنید ہوتی تو وہ درد اور چُبھن جو اِن بزرگوں کی وفات پر محسوس ہوتی یوں محسوس نہ ہوتی۔ بدقسمتی سے اکثر لوگ رونا بھی جانتے ہیں، اظہارِ غم کرنا بھی جانتے ہیں مگر اکثر لوگ خدا تعالیٰ کے لئے زندگی وقف کرنا اور کام کرنا نہیں جانتے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا پر حزن و غم کی چادر پڑی رہتی ہے۔ اگر سب کے سب لوگ دین کی خدمت کرتے اور اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی میں لگے ہوتے تو دنیا کا عرفان اور علم ایسے معیار پر آجاتا کہ

کسی قابلِ قدر خادمِ اسلام کی وفات پر جو یہ احساس پیدا ہوتا ہے اور یہ فکر لاحق ہوتا ہے کہ اب ہم کیا کریں گے یہ کبھی نہ ہوتا۔

میر محمد اسحاق صاحبؓ خدماتِ سلسلہ کے لحاظ سے غیر معمولی وجود تھے۔ درحقیقت میرے بعد علمی لحاظ سے جماعت کا فکر اگر کسی کو تھا تو اُن کو۔ رات دن قرآن وحدیث لوگوں کو پڑھانا ان کا مشغلہ تھا۔ وہ زندگی کے آخری دَور میں کئی بار موت کے مُنہ سے بچے۔ جلسہ سالانہ پر وہ ایسا اندھا دھند کام کرتے کہ کئی بار اُن پر نمونیہ کا حملہ ہوا۔ ایسے شخص کی وفات پر طبعاً لوگوں میں یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ اب ہم کیا کریں گے۔ لیکن اگر ہماری جماعت کا ہر شخص ویسا ہی بننے کی کوشش کرتا تو آج یہ احساس نہ پیدا ہوتا۔ جب ہر شخص اپنی ذمہ داری کو سمجھتا ہو تو کسی کارکن کی وفات پر یہ سوال پیدا نہیں ہوتا کہ اب ہم کیا کریں گے بلکہ ہر شخص جانتا ہے کہ ہم سب یہی کر رہے ہیں۔ عزیز اور دوست کی جدائی کا غم تو ضرور ہوتا ہے مگر یہ احساس نہیں ہوتا کہ اب اِس کا کام کون سنبھالے گا۔ موت کا رنج تو لازمی بات ہے مگر یہ رنج مایوسی پیدا نہیں کرتا بلکہ ہر شخص ایسے موقعہ پر اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کرتا کہ اُس نے وقت پر چاروں کونوں کو سنبھال لیا ہے .... احباب کی اِس غلطی کی وجہ سے کہ ہر ایک نے وقت پر اپنے آپکو سلسلہ کا واحد نمائندہ تصور نہ کیا اور اس کے لئے کوشش نہ کی آج میر صاحبؓ کی وفات ایسا بڑا نقصان ہے کہ نظر آ رہا ہے کہ اِس نقصان کو پورا کرنا آسان نہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں مولوی عبدالکریم صاحب مرحومؓ اِسی طرز کے آدمی تھے۔ اُن کے بعد حافظ روشن علی صاحب مرحومؓ تھے اور تیسرے اسی رنگ میں میر صاحبؓ رنگین تھے اور ان کی وفات پر بڑا صدمہ اِس وجہ سے بھی ہے کہ اِن جیسے اور لوگ جماعت میں موجود نہیں ہیں۔ اگر اور لوگ بھی ایسے ہوتے تو بے شک ان کی وفات کا صدمہ ہوتا ویسا ہی صدمہ جیسا ایک عزیز کی وفات کا ہوتا ہے مگر جماعتی پہلو محفوظ ہوتا اور یہ دیکھ کر کہ اگر ایک آدمی فوت ہو گیا ہے تو خواہ وہ کسی رنگ کا تھا اس کی جگہ لینے والے کئی اور موجود ہیں۔ جماعت کے لوگ مایوس نہ ہوتے اور وہ سمجھتے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی مشیّت نے ایک آدمی ہم سے لے لیا ہے تو اس کے کئی قائمقام موجود ہیں مگر قحط الرجال ایسی چیز ہے جو لوگوں کے دلوں میں مایوسی پیدا کر دیتی ہے اور جب کام کا ایک آدمی فوت ہوتا ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ اب کیا ہوگا اور دشمن بھی کہتا ہے کہ اب یہ جماعت تباہ ہو جائے گی، اب اس کا کام چلانے والا کوئی نہیں لیکن اگر ایک کے بعد کام کرنے والے کئی موجود ہوں تو پھر نہ اپنوں میں مایوسی پیدا ہوتی ہے اور نہ دشمن کو خوش ہونے کا موقعہ مل سکتا ہے۔ پس اگر جماعت کے دوست اپنی ذمہ داری کو سمجھتے تو آج جو یہ گھبراہٹ پائی جاتی ہے نہ ہوتی۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے بر وقت سمجھ دی اور مَیں نے نوجوانوں کو زندگیاں وقف

کی جس کے ماتحت آج نوجوان تعلیم حاصل کر رہے ہیں لیکن ہمارا کام بہت وسیع ہے۔ ہم نے دنیا کو صحیح علوم سے آگاہ کرنا ہے اور اس کے لئے ہزارہا علماء درکار ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب جماعت اتنی بڑھ رہی ہے کہ آٹھ دس علماء تو ہر وقت ایسے چاہئیں جو مرکز میں رہیں اور مختلف مساجد میں قرآن و حدیث اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا درس باقاعدہ جاری رہے اور اس طرح نظر آئے کہ گویا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم میں زندہ موجود ہیں۔ اب کام اتنا بڑھ گیا ہے کہ خود خلیفہ اسے نہیں سنبھال سکتا۔ اگر قرآن کریم کا درس ہم میں جاری رہے تو گویا کہ زندہ خدا ہم میں موجود ہوگا۔ اگر حدیث کا درس جاری رہے تو گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں زندہ ہوں گے اگر کتب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا درس جاری رہے تو گویا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم میں زندہ ہوں گے سو یہ کتنی بڑی غفلت ہے جو جماعت سے ہوئی مَیں تو اس کا خیال کر کے بھی کانپ جاتا ہوں۔ کتنے تھوڑے لوگ تھے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یادگار تھے اور اب تو وہ اور بھی بہت کم رہ گئے ہیں۔ اگر ان کے مرنے سے پہلے پہلے جماعت نے اس کمی کو پورا نہ کیا تو اس نقصان کا اندازہ بھی نہیں کیا جا سکتا جو جماعت کو پہنچے گا۔ ذرا غور کرو ہمارے سامنے کتنا بڑا کام ہے اور کتنی بڑی کوتاہی ہے جو جماعت سے ہوئی۔

پس اب بھی سنبھلو! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یادگار لوگ اب بہت تھوڑے رہ گئے ہیں اور شاید تھوڑے ہی دن ہیں، پھر میرے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ کا کوئی وعدہ نہیں کہ میری عمر کتنی ہوگی اور اعلان مصلح موعود کی پیشگوئی پوری ہونے کے بعد بھی ہو سکتا ہے ممکن ہے اللہ تعالیٰ نے مجھ سے جتنا کام لینا ہو لے لیا ہو۔ پس یہ بڑے خطرات کے دن ہیں اس لئے سنبھلو! اپنے نفسوں سے دنیا کی محبتوں کو سرد کر دو اور دین کی خدمت کے لئے آگے آؤ اور ان لوگوں کے علوم کے وارث بنو جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت پائی تا تم آئندہ نسلوں کو سنبھال سکو! تم لوگ تھوڑے تھے اور تمہارے لئے تھوڑے مدرس کافی تھے مگر آئندہ آنیوالی نسلوں کی تعداد بہت زیادہ ہوگی اور ان کے لئے بہت زیادہ مدرس درکار ہوں گے۔ پس اپنے آپ کو دین کے لئے وقف کر دو اور یہ نہ دیکھو کہ اس کے عوض تمہیں کیا ملتا ہے۔ جو شخص یہ دیکھتا ہے کہ اسے کتنے پیسے ملتے ہیں وہ کبھی خدا تعالیٰ کی نصرت حاصل نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت اسی کو ملتی ہے جو اس کا نام لے کر سمندر میں کود پڑتا ہے چاہے موتی اس کے ہاتھ میں آجائے اور چاہے وہ مچھلیوں کی غذا بن جائے۔ پس مومن کا کام عرفان کے سمندر میں غوطہ لگا دینا ہے وہ اس بات سے بے پرواہ ہوتا ہے کہ اسے موتی ملتے ہیں یا وہ مچھلیوں کی غذا بنتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت تھی کہ جب کبھی سلسلہ کے لئے غم کا کوئی موقع ہوتا تو آپ دوستوں سے فرماتے کہ دعائیں کرو اور استغفار کرو تا اللہ تعالیٰ دلوں سے گھبراہٹ دور کر دے اور بشارات دے کر دلوں کو مضبوط کر دے۔ پس آپ لوگ بھی آئندہ چند دنوں تک متواتر دعائیں کریں خصوصاً آج کی رات بہت دعائیں کی جائیں

کہ اگر جماعت کے لئے کوئی اور ابتلاء مقدر ہوں تو اللہ تعالیٰ انہیں ٹال دے۔ اور اگر تمہارا خیال غلط ہو تو دلوں سے دہشت کو دور کر دے اور اپنے فضل سے ایسی سچی بشارتیں عطا کرے کہ جن سے دل مضبوط ہوں اور کمزور لوگ ٹھوکر سے بچ جائیں۔ پس خوب دعائیں کرو اور اگر کسی کو خواب آئے تو بتائے خصوصاً صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افراد بہت دعائیں کریں (حضور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض صحابہ کے نام بھی لئے) وہ لوگ جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ پایا اور انہیں موقعہ ملا کہ وہ حضور علیہ السلام کی پاک صحبت میں رہے خاص طور پر میرے مخاطب ہیں وہ آج رات بھی اور آئندہ بھی بہت دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ جماعت کو ایسے واقعات اور ابتلاؤں سے بچاوے جو کمزوروں کے لئے ٹھوکر کا موجب ہو سکتے ہیں اور جن سے افسردگی پیدا ہوتی ہے کہ یہ دین کی فتح کے دن ہیں اور ان دنوں میں افسردگی نہیں ہونی چاہیئے بلکہ دلوں میں ایسا عزم صمیم ہونا چاہیئے کہ جس کے ماتحت دوست بڑھ بڑھ کر قربانیاں کر سکیں۔

پس خوب دعائیں کرو کہ اللہ تعالیٰ کمزور لوگوں کو ٹھوکر سے بچائے اور ایسی بشارات دے کہ جو دلوں کو مضبوط کر دیں اور اطمینان پیدا کریں ایسا اطمینان کہ جو پھر کبھی نہ چھینا جائے اور جماعت کو کوئی ایسا نقصان نہ ہو جو ارادوں کو پست کرنے اور ہمتوں کو توڑنے والا ہو۔ اور اللہ تعالیٰ دلوں میں ایسی تبدیلی پیدا کرے کہ نوجوان خدمتِ دین کے لئے آگے آئیں اور اس بوجھ کو اٹھانے کے لئے بڑھیں اور ایسی روح پیدا ہو کہ ہم اور ہماری اولادیں اللہ تعالیٰ کے نور پر اس طرح فدا ہونے کے لئے تیار ہو جائیں کہ جس طرح برسات کی رات پروانے شمع پر قربان ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے قرآن کے نور کی شعاعیں ہمارے دلوں پر ڈالے اور اس نے جو وعدے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے ہیں انہیں اپنے فضل سے پورا فرمائے۔ ہماری کمزوریوں کو دور فرمائے ہمارے دلوں کو ڈھارس دے۔ ہمیں اور ہماری اولادوں کو اپنی پسندیدہ راہوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے حتیٰ کہ ہم اس کے ہی ہو جائیں اور کوئی چیز ہمارے اور اس کے درمیان روک نہ ہو۔ اور کوئی چیز اس کو ہم سے جدا کرنے والی نہ ہو وہ ہمارا اور ہمارا اور ہمارا ہی ہو جائے اور ہم بھی اس کے اور اس کے اور صرف اسی کے ہو جائیں۔"

(الفضل یکم اپریل ۱۹۴۴ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"ایمان ایک قوت ہے جو سچی شجاعت اور ہمّت انسان کو عطا کرتا ہے۔"

جماعت کے نوجوانوں کو ایک خاص نصیحت

(رقم فرمودہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

قمرالانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے وصال سے ساڑھے تین سال قبل ایک نہایت ہی قیمتی مضمون میں جماعت کے نوجوانوں کو بڑے ہی دردمند دل کے ساتھ ایک نصیحت فرمائی تھی۔ وہ نصیحت آب زر سے لکھنے اور حرز جاں بنانے کے قابل ہے اور بالخصوص موجودہ حالات میں تو اُس پر عمل پیرا ہونا ازحد ضروری ہے کیونکہ جماعت کی آئندہ ترقی اِس نصیحت پر کماحقہٗ عمل پیرا ہونے کیساتھ ہی وابستہ ہے۔ ذیل میں وہ نصیحت حضرت میاں صاحبؓ کے اپنے الفاظ میں ہدیۂ قارئین کی جارہی ہے۔ (ادارہ)

مَیں جماعت کے نوجوانوں کو بڑے دردِ دل کے ساتھ نصیحت کرتا ہوں کہ وہ مرنے والوں کی جگہ لینے کے لئے تیاری کریں اور اپنے دل میں ایسا عشق اور خدمتِ دین کا ایسا ولولہ پیدا کریں کہ نہ صرف جماعت میں کوئی خلا نہ پیدا ہو بلکہ ہمارے آقا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کے طفیل جماعت کی آخرت اُس کی اولیٰ سے بھی بہتر ہو۔ یقیناً اگر ہمارے نوجوان ہمت کریں تو خدا تعالےٰ کے فضل سے اس مقصد کا حصول ہرگز بعید نہیں کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ خدا کا یہ وعدہ ہے جو حضورؑ نے ان شاندار لفظوں میں بیان فرمایا ہے:۔

"خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے .... کہ میرے فرقہ کے لوگ اِس قدر علم و معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ وہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل کی روشنی سے سب کا منہ بند کر دیں گے اور ہر اک قوم اِس چشمہ سے پانی پئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا اور پھلے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جائے گا۔"

خدا کرے کہ ہم اور ہماری اولادیں اِس عظیم الشان بشارت سے حصّہ پائیں اور اسلام اور احمدیت کا جھنڈا دنیا میں بلند سے بلند تر ہوتا چلا جائے۔ یاد رکھو کہ ایسی زندگی چنداں شاندار نہیں سمجھی جاسکتی کہ انسان ایک بلبلہ کی طرح اٹھے اور پھر بیٹھ جائے اور ساٹھ ستّر سال کی عمر میں اس کی فعّال زندگی کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو جائے بلکہ اصل شان اِس میں ہے کہ انسان کی جسمانی موت کے بعد بھی اس کے آثار اس کی اولاد اور اس کے شاگردوں اور اس کے دوستوں اور اسکے عزیزوں اور اسکے علمی اور عملی کارناموں کے ذریعہ روشن جواہرات کی طرح جگمگاتے رہیں۔ قرآن نے کیا خوب فرمایا ہے کہ:۔

والباقیات الصّٰلحٰت خیرٌ عند ربّك ثوابًا وخیرٌ املًا۔ پس

بگو شیدائے جواناں تا بدیں نوقت شود پیدا ٭ بہار و رونق اندر روضۂ ملّت شود پیدا

(الفضل ۲۳ مارچ ۱۹۶۰ء)

صدمہ اور مصیبت کے اوقات میں صحیح طرزِ عمل

قرآن مجید کی پُر حکمت تعلیم اور اس کی وضاحت

محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ

مورخہ ۷، ۸ ستمبر ۱۹۶۳ء کو مسجد احمدیہ لائلپور میں مجالس انصار اللہ ضلع لائل پور کا سالانہ اجتماع منعقد ہوا تھا اُس میں محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ نے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے عظیم جماعتی سانحہ کے پیشِ نظر ایک بصیرت افروز تقریر کے دوران قرآنِ مجید کی روشنی میں اِس امر کو وضاحت سے بیان کیا تھا کہ صدمہ اور مصیبت کے اوقات میں مومنوں کا طرزِ عمل کیا ہونا چاہیئے۔ آپ کی اِس بصیرت افروز تقریر کا خلاصہ افادۂ احباب کی غرض سے ذیل میں ہدیۂ قارئین کیا جا رہا ہے احباب کو چاہیئے کہ اس کے بغور مطالعہ کے بعد اس میں بیان کردہ قرآنی تعلیم پر کماحقہٗ عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں۔

(ادارہ)

ہمارے دل بے حد اُداس ہیں اور بجا طور پر اُداس ہیں اِس لئے کہ ایک نہایت ہی محبوب اور نہایت درجہ واجب الاحترام ہستی ہم سے جُدا ہو گئی ہے۔ یہ صدمہ واقعی بہت بڑا اور بہت عظیم ہے۔ اِس پر غم و اندوہ اور حزن و ملال کا لاحق ہونا ایک قدرتی امر اور بشری تقاضہ ہے لیکن ہمیں یہ نہیں بھُولنا چاہیئے کہ اسلام کی تاریخ میں مسلمانوں کو سب سے بڑے صدمہ کا سامنا اُس وقت ہوا تھا جب سرورِ کائنات فخرِ موجودات حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا اور آپ نے اللہ تعالیٰ کی منشاء اور اس کی رضاء کے ماتحت اِس عالمِ فانی سے عالمِ جاودانی کی طرف رحلت فرمائی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نوعِ انسان میں سے اکمل ترین انسان تھے۔ سب اوّلین و آخرین پر آپ کو فضیلت دی گئی تھی۔ آپ جیسا مقدس و مطہر اور بدرجۂ اتم صفاتِ جلال و جمال کا مظہر نہ پہلے کبھی ہوا اور نہ آئندہ قیامت تک کبھی ہوگا۔ آپ اکمل ترین شریعت لائے۔ اُس شریعت پر عمل کر کے انسان روحانی علو و ارتفاع کے اعتبار سے ایسا انسان بن جاتا ہے کہ آپ کی آمد سے پہلے کوئی انسان کسی شریعت پر عمل کر کے ایسا انسان نہیں بنا۔ پھر آپکی

لائی ہوئی شریعت ہمیشہ ہمیش قائم رہنے والی ہے۔ آپ کا مرتبہ اس قدر بلند و بالا اور ارفع و اعلیٰ تھا اور خلق عظیم کے انتہائی بلند مقام پر فائز ہونے کے باعث آپ کے وجود باجود میں ایک ایسی جاذبیت اور کشش ودیعت کی گئی تھی کہ جن خوش نصیب لوگوں کو آپ کی صحبت میں رہنے کا شرف حاصل ہوا وہ آپ پر پروانہ وار اپنی جانیں فدا کرنے کو ایک سعادت عظمیٰ سمجھنے لگے۔ جب آپ اپنا مشن حیرت انگیز طور پر پورا کرنے کے بعد اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے تو آپ کے اصحاب پر قیامت ٹوٹ گئی اور انہیں یوں محسوس ہوا کہ یہ دنیا اندھیر ہوگئی ہے۔ وہ دل میں سوچتے تھے کہ اب ہمارے زندہ رہنے سے کیا فائدہ۔ جب حضور ؐ ہی جن کے دم سے ہماری زندگی تھی فوت ہوگئے تو پھر ہم کیوں زندہ ہیں، موت ہمیں بھی اپنی آغوش میں کیوں نہیں لے لیتی۔ اُس وقت عرب کا ایک حصّہ مرتد ہوگیا کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ آپ فوت نہیں ہو سکتے وہ حیران تھے کہ یہ ہو کیا گیا۔ ان کی سمجھ میں کچھ نہ آتا تھا اور انہیں یوں محسوس ہو رہا تھا کہ ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔ دوسری طرف حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی کا یہ حال تھا کہ آپ تلوار لے کر کھڑے ہوگئے اور فرمایا جو شخص کہے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوگئے ہیں اُس کا سر اُڑا دوں گا۔ جب محبت کے جوش میں لوگوں کی دیوانگی اور وارفتگی اِس حد تک پہنچ گئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور آپ نے صحابہؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

من کان یعبد محمّداً فان محمّداً قد مات ومن کان یعبد اللہ فان اللہ حیٌّ لا یموت۔

جو شخص محمدؐ کی عبادت کرتا تھا اسے معلوم ہونا چاہیئے کہ محمدؐ وفات پا گئے لیکن جو شخص خدا کی عبادت کرتا تھا وہ جان لے کہ خدا ہمیشہ سے زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا اور اُس پر کبھی موت نہیں آئے گی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے زیادہ محبت تھی اور انھوں نے آنحضور ؐ پر اپنا سب کچھ قربان کر دکھایا تھا۔ دل میں سب سے زیادہ محبت کے ساتھ ساتھ سب سے زیادہ روشنی بھی حضرت ابوبکرؓ ہی کے دماغ میں تھی۔ آپ نے صحابہؓ کو مخاطب کرکے فرمایا کہ دیکھو اللہ تعالیٰ نے ہمیں صرف یہ نہیں سکھایا کہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (محمدؐ خدا کے رسول ہیں) بلکہ اُس نے ہمیں یہ بھی سکھایا ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یعنی یہ کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی دوسرے نبیوں کی طرح انسان ہی تھے اِس لئے وہ اپنا مشن پورا کرکے دوسرے نبیوں کی طرح فوت ہوگئے۔ اسلام کی تعلیم پر عمل کرکے تم زندہ خدا کے ساتھ تعلق پیدا کر چکے ہو جو کبھی نہیں مرتا۔ اِس میں شک نہیں صدمہ بے حد ہے اور دل صد درجہ اُداس ہیں لیکن تم حیّ و قیوم خدا پر ایمان رکھتے ہو تمہیں جدائی کے صدمہ کی طرف توجّہ دینے کی بجائے اپنی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دینی چاہیئے یعنی یہ سوچنا چاہیئے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اب خدا ہم سے جو کام لینا چاہتا ہے ہم وہ بدل وجان انجام دیں اور اُس کے

حضور میں سرخرو ٹھہریں۔

پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کا صدمہ کوئی ایسا صدمہ نہیں جو صرف آپ کے صحابہؓ اور آپ کے زمانہ ہی کے لوگوں تک محدود تھا۔ آپ کا وجود قیامت تک کے لئے فیض رساں وجود ہے۔ آپ کی ذاتِ والا صفات جس طرح اُس زمانہ کے لوگوں کے لئے فیض رسانی کا باعث تھی اسی طرح ہمارے لئے بھی فیض رسانی کا باعث ہے جس وقت بھی ہمارے دلوں میں حضورؐ کے وصال کی یاد تازہ ہوتی ہے ہمارے دل بھی درد کی کسک محسوس کئے بغیر نہیں رہتے اور ہم غم میں ڈوب کر رہ جاتے ہیں۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السّلام اپنے آقا و مطاع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کمال درجہ عشق اور آپ کی کمال درجہ اطاعت کے باعث آپ میں اِس درجہ فنا ہو گئے تھے کہ آپ میں اور آپ کے آقا میں کوئی مغائرت باقی نہیں رہی تھی اسی لئے آپ نے فرمایا مَن فرّق بینی و بین المصطفیٰ فما عرفنی وما رایٰ۔ حضرت مسیحِ موعودؑ کے اِس مقامِ فنا فی الرسولؐ کی وجہ سے ہی آپ کے وصال کے خیال سے بھی ہمارے دل تڑپ اٹھتے ہیں۔ یہ دونوں صدمے انتہائی شدید صدمے ہیں۔ اور گاہے گاہے ان کی یاد اُجاگر ہو کر ہمیں تڑپا دیتی ہے۔ لیکن انسان بالطبع قریب ترین صدمے سے زیادہ متاثر ہوتا ہے۔ جب بھی اُس کا کوئی قریبی ہمدرد، غمخوار، مشورہ دینے والا، اور ہر موقع پر احسان کرنے والا وجود اُس سے جُدا ہو جاتا ہے تو اُس کا دل درد محسوس کرتا ہے اور وہ یہ سمجھنے لگتا ہے کہ یہ صدمہ اس کے لئے ناقابلِ برداشت ہے۔ حالانکہ وہ یہ نہیں سوچتا کہ یہ صدمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور پھر آپ کے نائب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے صدموں کے آگے کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ جب ایسے ایسے وجود با جود دنیا سے چلے گئے تو پھر اور کون ہے جو دنیا میں ہمیشہ ہمیش باقی رہ سکتا ہے۔ اصل حقیقت یہی ہے کہ کسی محسن کی وفات پر صدمہ ضرور ہوتا ہے لیکن انسان کا فرض یہ ہے کہ وہ اُس صدمہ میں گھلنے اور اسی میں غلطاں و پیچاں رہنے کی بجائے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نصیحت کے مطابق اُن نئی ذمّہ داریوں کی طرف متوجہ ہو جو اُس محسن کی وفات کی وجہ سے اس پر عائد ہوتی ہیں اور ان کی بجا آوری میں ہی اطمینانِ قلب اور رضائے الٰہی کو تلاش کرے۔

آج قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کی وجہ سے ہم پھر ایک عظیم صدمہ سے دوچار ہیں۔ ہمارے دل خون کے آنسو رو رہے ہیں اور ان کے احسانات اور ان کے کارنامے یاد آ آ کر ہمیں بے چین کئے دے رہے ہیں۔ اِس صدمہ کی وجہ سے ہمارا غمگین اور اُداس ہونا ایک قدرتی امر ہے لیکن اصل حقیقت یہی ہے کہ ہمیں اِس صدمہ کی وجہ سے اپنی ذمّہ داریوں کو فراموش نہیں کرنا چاہیئے بلکہ سوچنا یہ چاہیئے کہ اب ہماری ذمّہ داریوں میں پہلے کی نسبت اضافہ ہو گیا ہے اور ہمارا فرض یہ ہے کہ ہم ان ذمّہ داریوں کو ادا کر کے رضائے الٰہی حاصل کریں۔

اِس میں شک نہیں کہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کے نشانوں میں سے ایک نشان ہونے کے باعث بہت عظیم المرتبت اور رفیع الدرجات تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ اصحابی

کالنجوم بایّھم اقتدیتم اھتدیتم یعنی میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں۔ ان میں سے تم جس کی بھی اقتدیٰ کروگے ہدایت پا جاؤ گے۔ مراد یہ ہے کہ جس طرح ستاروں سے جہت معلوم کی جاتی اور صحیح راہ اختیار کی جاتی ہے اسی طرح میرے صحابہؓ تمہیں اللہ تعالیٰ کے قرب کی راہ بتائیں گے اور ان سے فیضیاب ہو کر تم اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کروگے۔ اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قرب اور آپ کی اقتداء بھی وہی اثر اور وہی فیض اپنے اندر رکھتی ہے اور آپ کے فیض سے سب سے زیادہ چمکنے والے ستارے حضور علیہ السلام کی مبشر اولاد ہی ہے جن کے دل میں خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے محبت کا بیج بویا۔ اس محبت الٰہی کے طفیل ان سے ہم نے پھل پایا اور راہنمائی حاصل کی۔ یہ امر ان کے رفیع الدرجات ہونے پر دال ہے۔ حضور علیہ السلام کی مبشر اولاد میں سے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک درخشندہ گوہر تھے۔ ان کی رحلت کا مطلب یہ ہے کہ خدا کی محبت کا ایک درخت یہاں سے کاٹ کر جنت میں لگا دیا گیا ہے اور ہم اُس درخت اس کے عافیت بخش سائے اور اس کے شیریں پھلوں سے محروم ہو گئے ہیں۔ اس محرومی پر ہمارا افسردہ اور غمزدہ ہونا ناگزیر ہے لیکن اس صدمہ میں ہمیں اپنی ذمہ داریوں کو فراموش نہیں کرنا چاہیئے بلکہ ہمیں اب بدرجہ اولیٰ یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ ہم میں سے ہر ایک خود آسمانِ روحانیت کا ستارہ بنے جس سے دوسرے لوگ رہنمائی حاصل کریں۔

ایک دنیا ابھی تک گمراہی کے چکر میں پھنسی ہوئی ہے۔ خدا کی بیشمار مخلوق ہے جسے ہم نے راہِ راست پر لانا ہے اور کتنی ہی سعید روحوں کو خدا کی محبت کا پانی پلا کر انہیں اُس کے آستانے پر جھکانا ہے۔ غم کی موجودہ کیفیت میں ہمیں اپنا عزم بلند رکھنا چاہیئے اور گھبرانا نہیں چاہیئے۔ اور گھبرانے کی اس لئے ضرورت نہیں کہ ہمارا سارا بھروسہ اور توکل ہمارے اپنے حیّ و قیّوم اور قادر و توانا خدا پر ہے۔ ہمارا خدا ایسا علیم و خبیر اور قادر و قدوس خدا ہے کہ اس کمرہ میں ہوا کی جو لہریں اُٹھ رہی ہیں اُسے نہ صرف ان کا علم ہے بلکہ وہ اُس کے ارادہ اور منشاء کے تحت ہی وقوع پذیر ہو رہی ہیں۔ کوئی پتہ بھی اُس کے علم، ارادے، اور اذن کے بغیر نہیں ہلتا۔ کوئی شخص فوت نہیں ہوتا جب تک خدا کا منشاء نہ ہو۔ پس حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا کام پورا کر کے خدا کے منشاء کے مطابق ہی ہم سے جُدا ہوئے ہیں۔ ہم غمگین ضرور ہیں لیکن مایوس یا فکرمند ہرگز نہیں اس لئے کہ خدا نے خود کہا ہے کہ یہ جماعت ساری دنیا میں پھیلے گی اور روئے زمین پر بسنے والے انسانوں میں سے ہر انسان کے دل میں اس کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی چنگاری پیدا ہو گی اور اس سے بالآخر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہلوائیگی اللہ تعالیٰ ہر آن ثبوت دے رہا ہے کہ وہ ہمارے ساتھ ہے۔ وہ ہماری ناچیز مساعی کے عظیم الشان نتائج پیدا کر رہا ہے پھر بھی اگر ہم میں سے کوئی اُس کے اس غیر معمولی سلوک کی قدر نہیں کرتا اور صدمہ کے زیر اثر مایوسی کے گڑھے میں گرتا ہے تو وہ بڑا ہی بدبخت اور بدقسمت ہے۔

چونکہ صدمہ اور غم کے اوقات اکثر انسان پر آتے رہتے ہیں اور ان کا آنا حکمت سے خالی نہیں ہوتا اس لئے ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں اِس امر کی بھی وضاحت فرمائی ہے کہ ایسے اوقات کو کس طرح بسر کرنا چاہیئے۔ اُس نے واضح طور پر بتایا ہے کہ جب کوئی مصیبت یا غم کا موقع ہوتا ہے تو مومن کیا طرزِ عمل اختیار کرتا ہے اور برخلاف اِس کے ایک منافق کا ردِّ عمل کیا ہوتا ہے۔ جہاں تک مومنوں کے طرزِ عمل کا تعلق ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْھُمْ مُصِیْبَۃٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْن (البقرہ آیت ۱۵۷)

مؤمن وہ لوگ ہیں کہ جب بھی ان پر کوئی مصیبت آئے (تو وہ دل برداشتہ نہیں ہوتے بلکہ) کہتے ہیں ہم تو اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

یعنی وہ ایسے صدمہ اور مصیبت کے وقت میں محض قال سے ہی نہیں بلکہ اپنے حال سے پکارتے ہیں کہ ہم سب اللہ ہی کے لئے ہیں۔ ہمارے اگلے اور پچھلے، ہمارے چھوٹے اور بڑے، وہ لوگ جو ہمارے ممنون احسان ہیں یا جن کا ہم پر احسان ہے وہ سب خدا ہی کی طرف سے آئے اور اسی کی مرضی اور ارادہ کے تحت انہوں نے اِس جہان کو چھوڑا اور ہم خود بھی اُسی کے حکم اور ارادہ کے ماتحت ایک مقررہ وقت پر اِس جہان کو چھوڑ کر اُس کے پاس واپس لوٹنے والے ہیں۔ سو گویا مؤمن صدمہ اور غم کے وقت گھبراتے یا پریشان نہیں ہوتے بلکہ ان کے دل مطمئن ہوتے ہیں کہ جو کچھ بھی ہو رہا ہے خدا کی مرضی اور ارادہ سے ہی ہو رہا ہے اور بالآخر اسی میں ہماری بہتری کا سامان مضمر ہے۔ اِس لئے وہ ہر حال میں الحمدللہ کہتے ہیں اور انجام کار بہتری اور بھلائی اور فلاح و نجاح کے امیدوار رہتے ہیں اور اُسی کی طرف رجوع کرکے دعاؤں میں مصروف ہو جاتے ہیں کہ خدا اپنے فضل سے اِس صدمہ یا مصیبت کو دور کر کے ان کے لئے فضل اور رحمت، امن اور سکون، ترقی اور خوشحالی کی گھڑیاں بھیج دے۔

مؤمن ہر حال میں جنّت میں ہی ہوتا ہے اور ہر دم اور ہر آن للّٰہیت کا ہی نعرہ لگاتا ہے۔ وہ اِس جہان میں بھی جنّت میں ہوتا ہے اور اگلے جہان میں بھی اُسے جنّت ہی ملتی ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ چونکہ یہ دنیا دارالابتلاء ہے اِس لئے اللہ تعالیٰ مومنوں کو کہتا ہے کہ اِس دنیا میں ہم تمہیں جنّت کی جو جھلک دکھاتے ہیں اس میں راحت و آرام کے ساتھ کچھ ٹیسیں بھی ہوں گی اور کچھ درد کی کسک بھی لیکن تمہارا کام یہ ہے کہ تم اِن عارضی ٹیسوں اور درد کی کسک میں بھی للّٰہیت کا نعرہ بلند کرو اور کہو کہ انّا للہ وانّا الیہ راجعون یعنی ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ اِس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ تمہیں اگلے جہان میں ایسی جنّت ملے گی جس میں کوئی دُکھ، کوئی درد اور کوئی ٹیس نہیں ہو گی اور یہی وانّا الیہ راجعون کا مطلب ہے۔ انّا للہ سے مراد یہ ہے کہ مومن کبھی دل

اور مایوس نہیں ہوتا بلکہ صدمہ، دکھ، اور مصیبت کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک عارضی امتحان تصوّر کر کے اس پر صبر کرتا ہے اور اپنی ذمہ داریوں کو پوری مستعدی کے ساتھ ادا کر کے کامیابی کے لئے خدا ہی کی طرف رجوع کرتا اور اسی سے امداد کا طالب ہوتا ہے۔ اس کے نتیجہ میں نہ صرف اس دنیا میں صدمہ، دکھ اور مصیبت کی گھڑیاں ٹل جاتی ہیں بلکہ اگلے جہان میں بھی وہ کبھی نہ ختم ہونے والے سکھ چین اور امن و آسائش کا حقدار بن جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ اس دنیا سے اُس دنیا کی طرف جاتے ہوئے اتنی تکلیف بھی محسوس نہیں کرتے تھے جتنی ہم ایک کمرہ سے اٹھ کر دوسرے کمرہ کی طرف جانے میں محسوس کرتے ہیں۔ پوری بشاشت کیساتھ اس انتقالِ مکانی کا خیر مقدم کرنا اُن کی فطرتِ ثانیہ بن چکا تھا چنانچہ تاریخ ایسی مثالوں سے بھری پڑی ہے کہ مٹھی بھر صحابہ نے لاکھوں کے لشکر کا بے جگری سے مقابلہ کیا اور ان کی صفیں کی صفیں اس طرح کاٹ کر رکھدیں جس طرح گاجر مولی کو کاٹ کر پھینک دیا جاتا ہے۔ وہ ہنسی خوشی جامِ شہادت نوش کرنے میں ایک راحت محسوس کرتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اپنے عمل سے "انّا للہ" کا تقاضہ پورا کرنے کے بعد وانّا الیہ راجعون کے خدائی وعدہ کے تحت ابدی جنّت ہمارا انتظار کر رہی ہے۔

سو اِنَّا لِلّٰہِ کا مطلب یہ ہے کہ اس کی رو سے ہم اپنے رب سے یہ عہد کرتے ہیں کہ ہم اپنے عمل سے یہ ثابت کریں گے کہ ہم اللہ ہی کے لئے ہیں۔ ہمارا حال ہمارا مستقبل ہمارا ماحول یعنی یہ پوری کائنات اور اسکی ہر چیز خدا ہی کی پیدا کردہ ہے اور وہی اس کا مالک ہے۔ جب وہ ہمیں کچھ دے گا تو ہم اُس کی حمد کرتے ہوئے اس سے فائدہ اٹھائیں گے اور اگر وہ اُس چیز کو واپس لے لے گا تو بھی ہم اُس کی رضا پر راضی رہیں گے کیونکہ یہ ہمارا ایمان ہے کہ وہ اس عارضی آزمائش کے بعد ہم پر اس دنیا میں ہی ضرور اپنا فضل نازل کرے گا اور پھر وانّا الیہ راجعون کے وقت اُس جہان میں بھی ہم پر اپنی رحمت اور فضل کا سایہ رکھے گا۔

برخلاف اس کے منافقوں کا ردّ عمل یہ ہوتا ہے کہ جب مومنوں کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ خوش ہوتے ہیں اور انہیں مشکل اور مصیبت میں دیکھ کر ذمہ داریوں سے منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اب ہمیں کیا پڑی ہے کہ ہم ان کی خاطر دکھ اٹھائیں اور اُن ذمہ داریوں کو ادا کریں جو خواہ مخواہ ہم پر ٹھونس دی گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ردّ عمل کا ذکر سورۃ توبہ کی آیت ۵۰ میں کیا ہے۔ فرماتا ہے:-

اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ	(اے رسول!) اگر تجھے کوئی فائدہ پہنچے تو ان
وَاِنْ تُصِبْكَ مُصِيْبَةٌ يَّقُوْلُوْا	منافقوں کو بُرا لگتا ہے اور اگر تجھ پر کوئی مصیبت
قَدْ اَخَذْنَاۤ اَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ	آجائے تو وہ کہتے ہیں ہم نے تو پہلے ہی سے پیش
وَيَتَوَلَّوْا وَّهُمْ فَرِحُوْنَ (التوبہ آیت ۵۰)	آنے والے حالات کا انتظام کر لیا تھا اور وہ

خوشی کے مارے (اپنی ذمہ داریوں سے) پیٹھ پھیر کر چلے جاتے ہیں۔

آیت کا سیاق وسباق صاف بتا رہا ہے کہ یہاں خوشی کے مارے پیٹھ پھیر کر چلے جانے سے مراد ذمہ داریوں سے منہ پھیر کر چلا جانا ہے کیونکہ منافق بیچ میں گھس کر ہی نقصان پہنچاتے ہیں الگ ہو کر نہیں۔ اِس آیت کا مطلب یہ ہوُا کہ جب بھی مومنوں پر کوئی مصیبت آتی ہے، کوئی مالی نقصان ہو جائے یا کوئی بزرگ فوت ہو جائے تو جہاں مومن انا للہ کہہ کر خدا کی طرف رجوع کرتے اور اس سے دعائیں مانگتے ہیں اور اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے میں پہلے سے بھی زیادہ مستعد ہو جاتے ہیں وہاں منافق اُس مصیبت یا مشکل کے نازل ہونے پر خوش ہوتے ہیں اور ذمہ داریوں سے منہ پھیر کر ایک طرف ہو جاتے ہیں تاکہ مومنوں کی مشکلات میں اَور اضافہ ہو۔

اِس کی واضح مثال ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت ملتی ہے۔ جب خدائی مقدرات کے تحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوُا تو مومنوں پر تو مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑا ایسے نازک وقت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں سنبھالا اور انہیں ان کا فرض یاد دلا کر پہلے سے بھی بڑھ کر اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی چنانچہ وہ شدید صدمہ اور غم واندوہ کے باوجود اپنی اِن ذمہ داریوں کی ادائیگی میں ہمہ تن مصروف ہو گئے۔ لیکن برخلاف اِس کے منافقوں نے آپ کی وفات پر خوشی کا اظہار کیا اور کہنے لگے کہ چلو اب زکوٰۃ کی ادائیگی سے بچے۔ بجائے اِس کے کہ یہ کہتے کہ اتنا بڑا محسن جو خدا نے ہم کو دیا تھا وہ فوت ہو گیا ہے اب ہم اس کی خاطر اَور زیادہ قربانیاں کریں گے اور اس کے کام کو آگے بڑھانے میں اپنی جانیں لڑا دیں گے، انہوں نے کہا یہ کہ چلو چھٹی ہوئی، قومی ضرورتوں کے لئے مال خرچ کرنا پڑتا تھا، اب اُس سے تو نجات ملی۔ منافقین کا یہ گروہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی تھا اور آپ کے خلفاء کے زمانہ میں بھی تھا۔ اِسی طرح یہ گروہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں بھی مصروف کار رہا اور آپ کے خلفاء کے زمانہ میں بھی اِس گروہ کی ریشہ دوانیاں جاری رہیں۔

سو جب صدمہ اور مصیبت کے وقت میں خدا ہم سے یہ چاہتا ہے کہ ہم نہ صرف زبان سے انا للہ وانا الیہ راجعون کہیں بلکہ اپنے عمل سے بھی اِس کا ثبوت دیں ہمارا فرض ہے کہ صدمہ اور غم واندوہ کے موجودہ وقت میں جبکہ ہماری ایک نہایت محبوب اور واجب الاحترام ہستی ہم سے جُدا ہو گئی ہے ہم نہ صرف زبان سے بلکہ اپنے عمل سے انا للہ وانا الیہ راجعون کہیں۔ اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع کرتے ہوئے خوب دعائیں کریں کہ وہ ہماری حفاظت فرمائے اور پہلے سے بھی بڑھ کر قربانیوں اور دین کی خاطر جانفشانیوں کی توفیق سے نوازے اور پھر اپنی ذمہ داریوں کو جن میں پہلے کی نسبت اَور زیادہ اضافہ ہو گیا ہے کماحقہٗ ادا کرنے میں ہمہ تن مصروف ہو جائیں۔ نیز ہمارا یہ بھی فرض ہے

کہ ہم قرآن مجید کے اِس واضح ارشاد کے پیشِ نظر کہ مومنوں پر مصیبت کے وقت منافق اور بھی زیادہ تیز ہو جاتا ہے ہم بھی چوکس ہو جائیں اور اِس بات پر کڑی نظر رکھیں کہ وہ ہمیں کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں۔ اگر کسی منافق کی طرف سے کوئی ایسی بات ہوتی دیکھیں تو اس کا تدارک کریں اور مرکز کو بھی اس کی اطلاع بھیج کر اسے خبردار کر دیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں صدمہ اور غم واندوہ کے موجودہ وقت میں قرآنی تعلیم کی روشنی میں صحیح راہ عمل اختیار کرنے کی توفیق دے تاکہ ہم دین کی خاطر پہلے سے بھی بڑھ کر قربانیاں کرنے اور اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے والے ثابت ہوں۔ آمین۔

نہایت درجہ اور فوق العادت برکت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں :-

"اے تمام لوگو! سُن رکھو کہ یہ اُس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا۔ وہ اپنی اِس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا اور حجّت اور بُرہان کی رُو سے سب پر اُن کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزّت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اِس مذہب (اسلام) اور اس سلسلہ (احمدیہ) میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا۔ اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا۔ اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔"

(تذکرۃ الشہادتین)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرۃ کا ایک خاص پہلو

دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا ایک ایمان افروز واقعہ

(حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل)

قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبشر اولاد میں سے ایک درخشندہ گوہر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عظیم الشان خدائی نشانوں کا مظہر بنایا تھا اور اپنے الہام خاص کے ذریعہ پہلے سے خبر دی تھی کہ آپ سیدنا حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کے دوش بدوش دنیا میں غلبۂ اسلام کے ضمن میں نہایت اہم اور عظیم الشان خدمات سرانجام دیں گے۔ آپ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اس امر پر شاہد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی یہ عظیم الشان بشارت آپ کے وجود میں بڑی آب و تاب اور شان کے ساتھ پوری ہوئی اور فی الواقعہ آپ نے دنیا میں اسلام کو غالب کرنے کی جد و جہد میں ایک کامیاب جرنیل کی حیثیت سے بڑھ چڑھ کر حصہ لے کر وہ وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے جو رہتی دنیا تک یادگار رہیں گے۔ آپ کے ان کارناموں کو تفصیل سے بیان کرنے کے لئے دفتر درکار ہیں۔ سرِدست مَیں آپ کی سیرۃ کے ایک خاص پہلو کی طرف اشارہ کرکے آپ کی نوجوانی کا ایک نہایت ایمان افروز واقعہ بیان کرنا چاہتا ہوں جس کا مَیں عینی شاہد ہوں۔ اس واقعہ کو مَیں نے اسی زمانے میں رسالہ "تشحیذ الاذہان" میں شائع کرکے آنے والی نسلوں کے لئے محفوظ کر دیا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ساری تعلیم کا نچوڑ اور خلاصہ اور جماعتِ احمدیہ کا نصب العین اور "ماٹو" یہ عہد ہے کہ "مَیں دین کو دنیا پر مقدم کروں گا"۔ حضرت میاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس عہد کو زندگی بھر اس شان سے نبھایا کہ آنے والی نسلوں کے لئے ایک نمونہ قائم کر دکھایا۔ آپ نے ابتدا ہی سے کس درجہ دین کو دنیا پر مقدم کر دکھایا تھا اس کا ثبوت اُس زمانہ کے ایک واقعہ سے بھی ملتا ہے کہ جب آپ ابھی نوجوان ہی تھے اور کالج میں تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ ۱۹۱۳ء کے اوائل کی بات ہے کہ آپ گورنمنٹ کالج لاہور میں بی۔اے میں پڑھتے تھے۔ آپ یکایک کالج میں تعلیم کا سلسلہ منقطع کرکے قادیان واپس تشریف لے آئے اور قرآن مجید اور احادیث نبوی کا دوبارہ درس لینا شروع کر دیا اور اس میں اس قدر استغراق دکھایا کہ ہمہ وقت اسی میں مصروف رہنے لگے۔ وہ کیا جذبہ

تھا جس نے آپ کو ایسا قدم اُٹھانے پر مجبور کیا؟ کیا خدانخواستہ یہ بات تو نہیں تھی کہ آپ پڑھائی میں کمزور تھے اور آپ کو کالج کی پڑھائی مصیبت نظر آرہی تھی؟ نہیں، یہ بات ہرگز نہ تھی اِس لئے کہ آپ کے کالج کو چھوڑنے کے بعد کالج کے پرنسپل صاحب کی طرف سے آپ کی تعلیمی حالت کے متعلق جو آخری رپورٹ موصول ہوئی وہ یہ تھی:-

"An excellent student! His leaving is a loss to the College. G. A. W."

(یعنی) نہایت ہی بلند پایہ طالب علم! اِس کا کالج کو چھوڑ جانا خود کالج کے لئے نقصان کا موجب ہے۔

(بحوالہ تشحیذ الاذہان مارچ ۱۹۱۳ء)

کالج کے ایسے قابلِ فخر طالب علم ہونے کے باوجود آپ نے کالج کی تعلیم کو کیوں ترک کیا؟ اِس کا جواب مَیں حضرت میاں صاحب کے اپنے الفاظ میں یہاں درج کرتا ہوں۔ میرے ایک ایسے ہی سوال کے جواب میں آپ نے اُس وقت بڑے جذبہ سے فرمایا تھا:-

"قاضی صاحب! کالج تو پھر بھی مل جائے گا مگر زندگی کا کچھ اعتبار نہیں۔ ممکن ہے کہ قرآنِ مجید اور حدیث پڑھنے کا اور پھر وہ بھی نورالدین ایسے پاک انسان سے، پھر موقع نہ مل سکے اس لئے مَیں نے یہی بہتر جانا"

(تشحیذ الاذہان مارچ ۱۹۱۳ء صفحہ ۱۵۴)

اِس درد بھرے اور پُر جوش فقرہ کی لذّت مَیں اب تک اپنے اندر پاتا ہوں۔ اللہ اللہ! ایک اُنیس سالہ نوجوان ہے۔ نوجوانی کی اِس عمر میں بھی اُس پر دینی علم کے حصول اور خدمتِ دین کا جذبہ اِس قدر غالب ہے کہ وہ اُن ترقیات کی تمام امنگوں، آرزوؤں اور خواہشوں پر جو کالج کی تعلیم کے ساتھ وابستہ ہوسکتی ہیں، لات مار کر دین کو دنیا پر مقدّم کرنے کا ایسا اعلیٰ نمونہ دکھاتا ہے کہ جو اپنے رنگ میں اپنی مثال آپ ہے۔ چنانچہ آپ نے پہلے حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قرآن مجید اور حدیث کا علم حاصل کیا اور اِس طرح دینی علوم کو جو آپ بچپن سے حاصل کرتے چلے آرہے تھے پایۂ تکمیل تک پہنچایا اور پھر ایم۔ اے کی ڈگری حاصل کی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے مطابق اِس نیت

سے حاصل کی کہ دینی اور دنیوی دونوں علوم سے آراستہ ہو کر زیادہ سے زیادہ اور بہتر سے بہتر طریق پر خدمتِ دین کا فریضہ ادا کر سکیں۔

حضرت میاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ اُسوہ احمدی نوجوانوں کو دعوت دے رہا ہے کہ وہ بھی دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا ایسا ہی نمونہ قائم کریں۔ وہ مغربی علوم کی تحصیل میں یک طرفہ نہ پڑیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ دینی علوم بھی سیکھیں اور انہیں دنیوی علوم پر مقدم کریں۔ اس کے بغیر وہ صحیح معنوں میں خدمتِ دین کا فریضہ ادا نہیں کر سکتے اور اسلام کو دنیا میں غالب کرنے کی عظیم جدوجہد میں کماحقہٗ حصہ نہیں لے سکتے۔

اللہ تعالےٰ ہمارے نوجوانوں کو حضرت میاں صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے اِس اُسوۂ مبارک پر عمل کرتے ہوئے شروع ہی سے "دین کو دنیا پر مقدم کرنے" اور پھر اپنے اِس عہد کو تا دمِ آخر پوری شان سے نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین +

دین کو دنیا پر مقدّم کرنے کا انعام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"اصل بات یہی ہے کہ جب تک اللہ تعالےٰ کا فضل و کرم انسان کے شاملِ حال نہ ہو انسان کسی سے کوئی فائدہ اٹھا ہی نہیں سکتا۔ پھر جبکہ حقیقی نفع رساں اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے تو کس قدر بے حیائی ہے کہ انسان غیروں کے دروازے پر ناک رگڑتا پھرے۔ ایک خدا ترس مومن کی غیرت تقاضا نہیں کرتی کہ وہ اپنے جیسے انسان کی ایسی خوشامد کرے جو اس کا حق نہیں ہے۔ متّقی کے لئے خود اللہ تعالیٰ ہر ایک قسم کی راہیں نکال دیتا ہے۔ اُس کو ایسی جگہ سے رزق ملتا ہے کہ کسی دوسرے کو علم بھی نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ خود اُس کا ولی اور مربّی ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے بندے جو دین کو دنیا پر مقدّم کر لیتے ہیں ان کے ساتھ وہ رأفت اور محبّت کرتا ہے چنانچہ خود فرماتا ہے وَاللّٰهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ۔"

(الحکم مورخہ ۱۶ر اگست ۱۹۰۰ء)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ کے دو گرامی نامے

"اب میرا چل چلاؤ ہے اور مقدّر وقت آگیا ہے"

(مکرم مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل - ربوہ)

مجھے حضرت قاضی محمد عبداللہ صاحب سے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو گرامی نامے دستیاب ہوئے ہیں جو انہوں نے اپنی آخری بیماری کے ایام میں انہیں دعا کے لئے لکھے۔ اِن ہر دو خطوط کے مطالعہ سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت میاں صاحبؓ یہی سمجھتے تھے کہ اب ان کا مقدّر وقت آ پہنچا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں غریقِ رحمت فرمائے، انہیں جنّت الفردوس میں اپنی لازوال نعمتوں سے متمتع فرمائے اور ان کے مدارجِ روحانیہ کو بلند سے بلند تر کرتا چلا جائے ——— یہ ہر دو خطوط درج ذیل کئے جاتے ہیں:-

پہلا خط

آپ اپنے خط مورخہ ۹ راگست ۱۹۶۳ء میں تحریر فرماتے ہیں:-

"مجھے چند دن سے بڑی گھبراہٹ رہتی ہے اور کمزوری بہت زیادہ ہے۔ نہ خود اُٹھ سکتا ہوں نہ بیٹھ سکتا ہوں نہ چل سکتا ہوں۔ آج دہلی کے مشہور حکیم محمد نبی صاحب نے دیکھا اور بعض دوائیاں تجویز کیں مگر دن بدن کمزوری زیادہ محسوس کر رہا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ اب شاید میرا چل چلاؤ ہے اور مقدّر وقت آگیا ہے۔ آگے اللہ بہتر جانتا ہے۔"

دوسرا خط

۲۰ راگست ۱۹۶۳ء کے خط میں آپ تحریر فرماتے ہیں:-

"مَیں ایک عرصہ سے بیمار چلا آتا ہوں اور اب کمزوری بہت بڑھ گئی ہے اور زندگی کا اعتبار نہیں ہے۔ میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انجام بخیر کرے۔ گھبراہٹ بہت رہتی ہے۔"

خاکسار

مرزا بشیر احمد ۲۰/۸/۶۳

قمر الانبیاء ــــــ آئینۂ جمال

(مکرم پروفیسر بشارت الرحمٰن صاحب ایم۔اے)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ :۔

اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ۝ (سورۃ الرحمٰن)

یعنی سورج اور چاند ایک (مقررہ) حساب کے ساتھ چل رہے ہیں۔

جس طرح دنیا کے نظام ظاہری میں سورج اور چاند کی گردشوں کے بغیر کوئی چارہ نہیں اسی طرح نظام روحانی کے قیام کے لئے روحانی شموس و اقمار کا وجود لازمی ہے۔ انہی روحانی اقمار میں سے ایک ہم سب کے محسن و محبوب بزرگ قمر الانبیاء حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نوّر اللہ مرقدہٗ تھے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے عرش سے قمر الانبیاء کا خطاب عطاء فرمایا یعنی نبیوں کا چاند۔ جس میں پیار و محبت کے معنی بھی مضمر ہیں اور یہ معنی بھی کہ آپ انبیاء کے انوار کا جمالی مظہر تھے۔

حضرت فضل عمر المصلح الموعود اطال اللہ بقاءہٗ و اطلع شموس طالعہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے الہام میں "فخرِ رسل" کے خطاب سے نوازا ؎

اے فخرِ رسل قربِ تو معلومم شد　　　دیر آمدۂ ز راہِ دُور آمدۂ

آپ کے متعلق اللہ تعالیٰ کے الہام میں یہ لفظ بھی ہیں "وہ جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا"۔ اسی طرح آپ کے نام کے ساتھ ایک الہامی دعا لکھی جاتی ہے " اَطَالَ اللّٰہُ بَقَاءَہٗ وَ اَطْلَعَ شُمُوْسَ طَالِعِہٖ " یعنی اللہ تعالیٰ آپ کی عمر کو لمبا کرے اور آپ کی قسمت کے سورجوں کو چڑھائے۔ اس الہامی دعا میں بھی "سورجوں" کا ذکر ہے یہ الفاظ بھی جلالی شان کے مظہر ہیں۔ اسی طرح مصلح موعود کے متعلق آتا ہے کہ وہ "دل کا حلیم" ہوگا اس میں بھی یہ اشارہ مضمر تھا کہ آپ ظاہراً جلالی رنگ بھی رکھتے ہوں گے۔ اس جلالی وجود کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ایک قمر کو اس کا وزیر اور دست و بازو بنا کر جوڑا ہوا تھا جو خالص طور پر شانِ جمالی رکھنے کی وجہ سے "قمر الانبیاء" کے پیارے لقب سے نوازا گیا۔ جس طرح سورج کی موجودگی میں چاند نمایاں نہیں ہوا کرتا اسی طرح مصلح موعود ایدہ اللہ الودود کی صحت کی حالت میں اس قمر کا وجود نسبتاً مخفی ہی رہا۔ لیکن جس وقت مصلح موعود ایدہ اللہ الودود کا جلالی وجود اپنی بیماری کی وجہ سے ایک عارضی اوٹ میں آگیا تو اس

وقت قمر الانبیاء نمایاں طور پر آپ کا وزیر ثابت ہوا اور اپنی جمالی روشنی و احسانات کی چاندنی سے جماعت کو منوّر کرنے لگا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اب جب کہ اُس نے "نبیوں کے چاند" کو ہمارے درمیان سے اپنے پاس بُلا لیا ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے "حسن و احسان میں نظیر" کو بیماری کی عارضی اوٹ سے نکال کر پھر نمایاں اور فعّال طور پر جماعت کی قیادت کرنے کی توفیق بخشے۔ اسی طرح سے اگرچہ "قمر الانبیاء" کو تو اُس نے اپنے پاس بُلا لیا ہے مگر وہ جماعت میں سینکڑوں اور قمری وجود پیدا کر دے جو آپ کے قائم مقام ثابت ہوں اور آپ کے جمالی کاموں اور احسانوں کو جاری رکھیں۔ اٰمین ثمّ اٰمین۔

حضرت میاں صاحب مرحوم ومغفور نوّر اللہ مرقدہٗ کے متعلق الہام کے الفاظ یہ ہیں:-

"يَأْتِيْ قَمَرُ الْاَنْبِيَاءِ وَاَمْرُكَ يَتَاَتّٰى"

کہ قمر الانبیاء آئے گا اور تیرے کام میں سہولت پیدا ہو جائے گی۔ اس میں یہ اشارہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کسی وقت جماعت پر ایک نازک وقت آئے گا جس سے مشکلات پیدا ہوں گی اور اُس وقت قمر الانبیاء ظاہرا طور پر سامنے آئے گا اور مشکلات دُور ہو جائیں گی۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ الودود کی شدید علالت نے جماعت کے لئے ایک نازک موقعہ پیدا کر دیا۔ اس وقت قمر الانبیاء نے سامنے آ کر کام میں سہولت پیدا کر دی اور حقِّ وزارت ادا کر دیا۔ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا۔ وَجَزَاهُ مِنْ عِنْدِهٖ جَزَاءً مَّوْفُوْرًا۔ الہام مندرجہ بالا کی اور بھی تشریحات ہیں مگر ایک اشارہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے جس کا اُوپر تذکرہ کیا گیا ہے۔

حضرت مصلح موعود ایدہ الودود مسیح موعود علیہ السّلام کے "حسن و احسان میں نظیر" ہونے کی وجہ سے جامع جلال و جمال ہیں۔ کیونکہ حسن اگر جلال پر دلالت کرتا ہے تو احسان خالص جمال پر۔ مگر ہمارے حضرت میاں صاحب نوّر اللہ مرقدہٗ خالصتًہ قمر الانبیاء یعنی انبیاء کے انوار کے جمالی آئینہ تھے۔ آپ کے مہتم بالشان کارناموں میں سے ایک کارنامہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی سیرتِ طیّبہ کا بصورتِ کتب و تقاریر اظہار کرنا بھی ہے۔ چنانچہ علاوہ سیرۃ المہدی لکھنے کے گزشتہ چند سالوں سے آں محترم جلسہ سالانہ پر مجسّم آئینۂ جمال بن کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جمالی چہرہ دنیا کو دکھلا رہے تھے اور اپنی آخری تقریر کا تو نام بھی آپ نے "آئینۂ جمال" رکھا۔ یہ نام آپ کے الہامی نام "قمر الانبیاء" سے ایک خاص مطابقت و مناسبت

کا حامل ہے۔

ہمیں کیا معلوم تھا کہ تقریر "آئینۂ جمال" اس کے لکھنے والے اور پڑھ کر سُنانے والے قمر الانبیاء یا مجسّم آئینۂ جمال کی آخری جماعتی جھلک ثابت ہوگی۔ اب جس وقت جلسۂ سالانہ کا وہ حسین منظر نظروں کے سامنے آتا ہے تو دل بے چین ہو جاتا ہے۔ اگلے جلسۂ سالانہ پر جب ہمیں وہ "آئینۂ جمال" نظر نہ آئے گا تو معلوم نہیں دل پر کیا گذرے گی۔

آؤ ہم سب مل کر اب اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا کریں کہ اگر اس نے ایک جمالی وجود یعنی "احسان کے مظہر" کو اپنے پاس بُلا لیا ہے تو اب "حسن و احسان میں نظیر" کو صحت و عافیت بخش کر ہمارے سامنے لے آئے اور اُسے اپنے درمیان پا کر ہم اپنی روحانی تشنگی کو بدرجۂ اولیٰ و اتم دُور کر سکیں۔

جماعت کا شاید ہی کوئی فرد ہو جس نے حضرت میاں صاحب مرحوم و مغفور رضی اللہ عنہ کے احسانات کے چاندنی کی طرح کے ٹھنڈے سائے کو اپنے اُوپر محسوس نہ کیا ہو۔ آپ ہر درخواستِ دعا کرنے والے کو جہاں اپنی دعاؤں سے نوازتے وہاں قولاً بھی زبانی یا تحریری طور پر اپنے مشورہ اور راہنمائی سے بھی ممنون فرماتے۔ ہر خط کا جواب آپ کی طرف سے فوراً موصول ہوتا۔

ہر احمدی نے آپ کی وفات سے نہ صرف ایک جماعتی صدمہ محسوس کیا ہے بلکہ ایک محسن و شفیق ہستی کے جُدا ہو جانے کے ذاتی صدمہ، ہاں شدید ذاتی صدمہ نے ہر احمدی کی ہستی کو اپنی بنیادوں سے ہلا دیا ہے۔

چنانچہ تصوّر کی آنکھوں سے ہم حضرت میاں صاحب کو اب بھی دیکھ رہے ہیں کہ عید کی نماز ختم ہو چکی ہے، خطبہ بھی ہو گیا ہے۔ دعا کے بعد احباب فرطِ شوق و محبت سے حضرت میاں صاحب کی طرف لپکے ہیں اور مصافحہ کر کے روحانی ٹھنڈک اور تسکین حاصل کر رہے ہیں۔ اب بھی آں مرحوم و مغفور ہمیں جلسۂ سالانہ کے سٹیج پر کھڑے "ذکرِ حبیب" کے موضوع پر "آئینۂ جمال" پیش کرتے نظر آ رہے ہیں۔

"الفضل" آیا ہے، اِس میں ہمیں حضرت میاں صاحبؓ کے مضمون کی جھلک نظر آگئی ہے بس پھر کیا ہے گھر کا ہر فرد دوسرے سے "الفضل" چھین رہا ہے کہ مَیں دوسروں سے پہلے یہ مضمون پڑھوں۔ کس طرح پر رمضان کے شروع میں آپ احباب کے ذوقِ دعا و تعبّد کو اپنے رشحاتِ قلم سے تیز

کر رہے ہیں۔

آپ کے قلبِ مطہر میں ہمیں اللہ تعالیٰ، اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلیفۂ وقت اطال اللہ بقاءہٗ واطلع شموس طالعہٖ کی اطاعت ومحبت کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر نظر آتا تھا۔ آپ دنیا کی نظروں سے اوجھل ہو گئے ہیں مگر محبت کے اس سمندر کی موجیں آگے ہی آگے بڑھتی رہیں گی ؎

ہرگز نہ میرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما

اللہ تعالیٰ کی ایک قدیم سُنّت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں کو کبھی ضائع نہیں کرتا چنانچہ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ۔ اخیار اور ابرار کا نام ابدالآباد تک زندہ رہتا ہے۔۔۔خدا کے محبوبوں کو تکالیف آتی ہیں۔ انکی تکالیف میں ایک لطیف سرّ ہوتا ہے۔ اُن پر اس لئے سب سے زیادہ تکالیف اور مصائب نہیں آتی ہیں کہ تباہ ہو جائیں بلکہ اس لئے کہ زیادہ سے زیادہ پھل اور پھول میں ترقی کریں۔۔۔۔قدیم سے برگزیدہ لوگوں کے ساتھ سنّت اللہ ہے کہ وہ ورطۂ عظیمہ میں ڈالے جاتے ہیں لیکن نہ اس لئے کہ غرق کئے جاویں بلکہ اس لئے کہ اُن موتیوں کے وارث ہوں جو دریائے وحدت کی تہ میں ہیں۔ وہ آگ میں ڈالے جاتے ہیں نہ اس لئے کہ جلائے جائیں بلکہ اس غرض کے لئے کہ خدا تعالیٰ کی قدرت کا تماشہ دکھایا جاوے۔" (الحکم ۱۰ ؍جولائی ۱۹۰۱ء)

تحریکِ دُعا کی برکات

(مکرم شیخ محبوب عالم صاحب خالد ایم اے معتمد صدر، صدر انجمن احمدیہ پاکستان)

حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدر، صدر انجمن احمدیہ نے تحریک فرمائی تھی کہ کم از کم تین ہزار احباب جماعت یکم اگست ۱۹۶۳ء سے ۹ ستمبر تک روزانہ نماز تہجد کے علاوہ کم از کم تین سو مرتبہ درود شریف پڑھنے اور اسلام کی فتح اور غلبہ اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی کامل شفایابی کے لئے دعا کرنے کا عہد کریں۔ اس تحریک پر خدا کے فضل سے آٹھ ہزار کے قریب احباب نے لبیک کہا۔ اور نہ صرف انہوں نے بلکہ ان کے علاوہ بھی ہزاروں احباب نے جنہوں نے اس تحریک میں باقاعدہ شمولیت اختیار نہیں کی چالیس دن اور چالیس راتیں خدا کے فضل سے ذکرِ الٰہی اور دعاؤں میں بسر کیں۔ اس وقت یہ چالیس روزہ مجاہدہ بظاہر اختتام پذیر ہو چکا ہے مگر اتنا لمبا عرصہ باقاعدگی سے نماز تہجد ادا کرنے اور ذکرِ الٰہی اور درود شریف میں انہماک کی وجہ سے ان کے دل میں ان امور سے ایک طبعی لگاؤ، فطری وابستگی اور گہرا شغف پیدا ہو چکا ہے۔ اس کی وجہ سے آج بھی درود شریف وردِ زبان ہے اور آج بھی تہجد کی نمازیں بدستور جاری ہیں۔ اس مبارک تحریک میں احباب نے کچھ اس قدر ذوق و شوق اور جوش و خروش سے حصہ لیا کہ اس دوران ہر گھر میں اسی کا چرچا رہا۔ چنانچہ جہاں ہر گھرانہ کے بالغ افراد بالعموم اس تحریک میں باقاعدہ شریک ہوئے وہاں اُن کے اِس ذوق و شوق کو دیکھ کر بچوں میں بھی دین سے لگاؤ اور درود شریف کے وِرد کا چرچا ہوا اور انہوں نے بھی اِن ایام میں کثرت کے ساتھ درود شریف پڑھا۔ وہ جب اپنے دوستوں سے ملتے تو عموماً یہی تذکرہ ہوتا۔ ایک دوسرے سے دریافت کرتے کہ وہ کتنی مرتبہ روزانہ درود شریف پڑھتے ہیں۔ اس طرح ان بچوں کو بھی کثرت سے درود شریف پڑھنے کی تحریک ہوئی جو اس تحریک میں باقاعدہ شریک نہیں تھے۔ روحانیت کی اِن فضاؤں میں یہ مجاہدہ خدا کے فضل سے بہت خوش کن اثرات کا حامل ثابت ہوا۔ ہم میں سے بہتوں کو اس دوران اللہ تعالیٰ نے متواتر مبشر خوابیں

دکھائیں۔ بعض ایسے دوستوں کو جو ابتدا میں اس تحریک میں شریک نہیں تھے خوابوں کے ذریعہ اس امر کی تحریک ہوئی کہ وہ بھی اس نیک کام میں شریک ہوں۔

اس تحریک کے نتیجہ میں ہم نے کیا پایا ؟ - یہ ایک سوال ہے جو دل میں پیدا ہو سکتا ہے۔ یہ اجتماعی روحانی تحریک خدا تعالے کے فضل سے سوتوں کو بیدار کرنے اور نیم خوابیدہ اصحاب کو ہوشیار کرنے کا باعث ہوئی اور ہمارے گرد و پیش ایک روحانی ماحول پیدا کرنے کا موجب بنی۔ اس تحریک میں شامل ہونے والے احباب میں سے اکثر نے یہ محسوس کیا کہ اللہ تعالیٰ کے حضور یہ گریہ وزاری یہ آہ و بکا اور یہ دردمندانہ فریادیں انشاء اللہ ضائع نہیں جائیں گی بلکہ دُور رس نتائج کی حامل ہوں گی۔ یہ عاجزانہ دعائیں انشاء اللہ اسلام کی فتح اور غلبہ کو قریب تر لانے اور اللہ تعالیٰ کی خاص رحمتوں کو کھینچنے کا باعث ہوں گی اور راتوں کی تنہائیوں اور خاموش فضاؤں میں دردمند دلوں سے نکلی ہوئی پکاروں کو سُن کر اللہ تعالے انشاء اللہ جلد ہمارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے بنصرہ العزیز کی بیماریوں کو دُور کر کے حضور کو ایک نئی زندگی عطا کر دے گا اور حضور کو ہمارے سر پر تادیر سلامت رکھے گا تا اسلام کی فتح اور غلبہ کا دن حضور اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔ اے اللہ ! تو ایسا ہی کر ! تُو ہر چیز پر قادر ہے۔ حیّ و قیّوم خدا ! ہم پر رحم فرما اور اس مبارک وجود کو لمبی زندگی عطا فرما —— کامیاب زندگی، کامران زندگی —— ! آمین یا ارحم الراحمین۔

ان اجتماعی فوائد کے ساتھ ساتھ اس مجاہدہ کے نتیجہ میں ہم میں سے اکثر ذاتی طور پر بھی یہ محسوس کرتے ہیں کہ اللہ تعالے کے فضل سے ہم میں ایک تغیر پیدا ہو چکا ہے اور اس مجاہدہ کے نتیجہ میں ہمیں ایک نئی روحانی زندگی مل چکی ہے —— پاک و صاف زندگی —— نیک خیالات کی حامل —— نیک جذبات کی حامل —— ہم میں سے اکثر یہ محسوس کرتے ہیں کہ خدا تعالے کے حضور یہ اجتماعی دعائیں اور اجتماعی مجاہدہ تطہیر قلوب اور تزکیۂ نفوس کا باعث ثابت ہوا ہے اور یہی اس سلسلہ کے قیام کی غرض و غایت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں :-

(ا) "تم اپنے اندر ایک تبدیلی پیدا کرو اور بالکل ایک نئے انسان بن جاؤ ..... !"

(الحکم ۱۰ فروری سنہ ۱۹۰۱ء)

(ب) "اے خدا کے بندو ! دلوں کو صاف کرو اور اپنے اندروں کو دھو ڈالو"

(تبلیغ رسالت جلد ہفتم صفحہ ۶۵)

(ج) "اس سلسلے میں داخل ہو کر تمہارا وجود الگ ہو اور تم بالکل ایک نئی زندگی بسر کرنیوالے

انسان بن جاؤ۔ جو کچھ تم پہلے تھے وہ نہ رہو"

(الحکم ۱۰ر جولائی ۱۹۰۲ء)

پس یہ مجاہدہ ایک وقتی چیز نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل سے پائیدار اثرات کا حامل ہے۔ یہ تحریک ہمارے اذہان و افکار میں جلا پیدا کرکے ہر قسم کے میل سے ہمارے دلوں کو پاک وصاف کرنے کا باعث ہوتی ہے۔ یہ کتنا بڑا انعام ہے جو اس حقیر کوشش کے بعد اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ہمیں عطا فرمایا ہے۔ خدا تعالیٰ سے گہری وابستگی، روحانیت اور مذہبیت سے پائیدار لگاؤ، ذکر الٰہی اور نوافل سے شغف اور ہمارے نبی حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کا محبوب شغل، پاکیزہ خیالات اور نیک عزائم اُن بے شمار نعمتوں میں سے چند لیکن نہایت عظیم الشان نعمتیں ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے ہم عاجز بندوں کو نوازا ہے۔ ان کے علاوہ ہم میں سے ہر شخص محسوس کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت اس کے شامل حال ہے جس کی وجہ سے اس کی ذاتی مشکلات اور پریشانیاں بھی دُور ہو رہی ہیں اور دُعاؤں اور درُود کے نتیجہ میں خدا کے فضل سے بگڑے کام بنتے جارہے ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک +

اپنی ساری توجہ خدا تعالیٰ کی طرف کرو

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"جب خدا تعالیٰ نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے اور اس کی تائید میں صدہا نشان اس نے ظاہر کئے ہیں اس سے اُس کی غرض یہ ہے کہ یہ جماعت صحابہ کی جماعت ہو اور پھر خیر القرون کا زمانہ آجاوے۔ جو لوگ اس سلسلہ میں داخل ہوں چونکہ وہ اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ میں داخل ہوتے ہیں اس لئے وہ جھوٹے مشاغل کے کپڑے اُتار دیں اور اپنی ساری توجہ خدا تعالیٰ کی طرف کریں۔"

(الحکم ۱۷ر اگست ۱۹۰۲ء)

بچوں کا صفحہ

حضرت قمر الانبیاءؓ کی نصائح

بچے یہ نہایت ہی افسوسناک خبر سُن چکے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لختِ جگر، قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مورخہ ۲ ستمبر ۱۹۶۳ء کو ستر سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔

حضرت قمر الانبیاء کا وجود جس طرح بڑوں کے لئے رحمت تھا اسی طرح بچوں کے لئے بھی رحمت تھا۔ یوں تو آپ سب کے ہی ساتھ لیکن بچوں کے ساتھ تو خاص طور پر بہت محبت و شفقت کے ساتھ پیش آتے تھے۔ بچوں کو بھی آپ سے بہت محبت اور عقیدت تھی کیونکہ آپ ان کے لئے بہت دعائیں کیا کرتے تھے اور انہیں بڑی ہی اچھی اچھی نصیحتیں فرمایا کرتے تھے۔

بچوں کا فرض ہے کہ وہ پہلے سے بھی زیادہ شوق اور التزام کے ساتھ آپ کی نصیحتوں پر عمل کریں۔ اور اس طرح اپنی زندگیوں کو اسلام اور احمدیت کے لئے مفید بنائیں۔ اگر وہ ایسا کریں گے تو یہ اِس بات کا پکّا ثبوت ہوگا کہ واقعی بچوں کو آپ سے بہت محبت ہے۔ ورنہ خالی زبان سے محبت اور عقیدت کا اظہار کرنا بے فائدہ ہے۔ ہم آپ کی نصیحتوں میں سے بعض نصیحتیں یہاں درج کرتے ہیں بچوں کو چاہیئے کہ انہیں بہت غور سے پڑھیں اور پھر دل و جان سے ان پر عمل پیرا ہوں۔

آج سے چند سال پہلے کی بات ہے کہ آپ نے احمدی بچوں اور ان کے مربیوں کے نام ایک پیغام دیا تھا۔ اُس میں آپ نے انہیں بہت ہی قیمتی نصیحتیں فرمائیں۔ آپ نے فرمایا:-

"اطفال کی تربیت کا کام بڑا نازک اور بڑا اہم ہے۔ کیونکہ اطفال کا وجود

قومی زندگی میں بیج کا حکم رکھتا ہے - اور اچھا زمیندار سب سے پہلے بیج کی فکر کیا کرتا ہے - کیونکہ بیج کے اچھا ہونے پر فصل کی کامیابی کا بڑی حد تک دار و مدار ہے -

"پس اطفال کے نگرانوں کے لئے بلکہ خود اطفال کے لئے میرا پیغام یہی ہے کہ اگر جماعت کی آئندہ ترقی کو مضبوط بنیادوں پر قائم کرنا چاہتے ہو تو بچپن بلکہ ولادت سے ہی بچوں کی اچھی تربیت کا انتظام ہونا چاہیئے ....

"پس اے ہمارے عزیز بچو! اور اے وے لوگو جن کے ہاتھوں میں ان کی تربیت کی باگ ڈور دی گئی ہے - اپنی ذمہ داری کو سمجھو اور اس عمر کی قدر و قیمت کو پہچانو- کیونکہ آگے چل کر آج کے بچوں کے سر پر ہی جماعتی کاموں کا بوجھ پڑنے والا ہے - لہذا اپنے بچوں کو ابھی سے اسلام اور احمدیت کے مضبوط سپاہیوں والی تربیت دو جن کے کندھے اتنے فراخ اور اتنے مضبوط ہوں کہ ہر بوجھ کو اٹھانے کی طاقت رکھیں - اور یاد رکھو کہ بچپن کی تربیت میں پانچ باتیں خاص طور پر بڑی اہم اور بڑی دُور رس ہیں یعنی :-

۱- صداقت اور سچ بولنے کی عادت -
۲- دیانتداری - اور ہر قسم کے دھوکا اور فریب سے اجتناب -
۳- محنت اور جانفشانی اور عرق ریزی -
۴- جماعت کے لئے زیادہ سے زیادہ قربانی کا جذبہ -
۵- نماز کی پابندی اور

دعاؤں کی عادت ۔
"اگر ہماری جماعت کے بچے اپنے اندر یہ پانچ بنیادی صفات پیدا کرلیں تو خدا تعالیٰ کے فضل سے ان کا مستقبل بلکہ جماعت کا مستقبل محفوظ ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کے ساتھ ہو اور دین و دنیا میں حافظ و ناصر رہے آمین"۔

(منقول از "تربیتی مضامین" صفحہ ۳۰۰ و ۳۰۱)

مشکلیں کیا چیز ہیں مشکلکشا کے سامنے

(حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

بارگاہِ ایزدی سے تُو نہ یوں مایوس ہو
مشکلیں کیا چیز ہیں مشکلکشا کے سامنے

حاجتیں پُوری کریں گے کیا تری عاجز بشر
کر بیاں سب حاجتیں حاجت روا کے سامنے

چاہیئے تجھ کو مٹانا قلب سے نقشِ دوئی
سر جُھکا بس مالکِ ارض و سما کے سامنے

چاہیئے نفرت بدی سے اور نیکی سے پیار
ایک دن جانا ہے تجھ کو بھی خدا کے سامنے

راستی کے سامنے کب جُھوٹ پھلتا ہے بھلا
قدر کیا پتھر کی لعلِ بے بہا کے سامنے

(دُرِّ ثمین)

مرکزی اعلانات

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا نواں سالانہ اجتماع

الحمد للہ کہ سالانہ اجتماع انصار اللہ مرکزیہ کے مبارک ایام اب پھر قریب آ رہے ہیں۔ جیسا کہ آپ کو روزنامہ الفضل میں شائع شدہ اعلانات سے معلوم ہو چکا ہوگا امسال اس خالص دینی و تربیتی مرکزی اجتماع کے انعقاد کے لئے یکم۔ دو اور تین نومبر ۱۹۶۳ء (بروز جمعہ۔ ہفتہ۔ اتوار) کی تاریخیں مقرر کی گئی ہیں۔ ان تاریخوں میں ہمارا یہ نواں سالانہ اجتماع انشاء اللہ العزیز ذکر الٰہی اور انابت الی اللہ کی مخصوص روایات کیساتھ ربوہ میں منعقد ہوگا۔ اس میں شمولیت خدا کے فضل سے انصار اللہ کیلئے تزکیۂ نفوس اور تطہیرِ قلوب کی دولت سے مالا مال کرنے کا موجب ہوا کرتی ہے اور اس میں شامل ہونے والے خدا تعالیٰ کے فضل سے اپنے قلوب میں نمایاں تغیر اور اپنی زندگی میں واضح تبدیلی محسوس کرتے ہیں۔ ایسے بابرکت اجتماع میں شمولیت سعادتِ عظمیٰ کا درجہ رکھتی ہے۔ اس کی عظیم الشان برکات کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ خدام بھی اس میں نہایت ذوق و شوق کے ساتھ شریک ہوتے اور اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ انصار اللہ کا بدرجہ اولیٰ یہ فرض ہے کہ وہ روحانی تربیت کے اس انمول موقعہ سے فائدہ اٹھانے کے لئے ابھی سے کوشش شروع کر دیں۔ اور پہلے سے زیادہ تعداد میں اپنے اس مرکزی اجتماع میں شریک ہوں۔ آپ سے یہ بھی گزارش ہے کہ :-

۱۔ مجلس شوریٰ انصار اللہ میں پیش کرنے کے لئے کوئی تجاویز اگر آپ اپنی مجلس کی طرف سے بھجوانا چاہیں تو مقامی مجلس عاملہ کی منظوری حاصل کر کے زیادہ سے زیادہ یکم اکتوبر تک ان سے مطلع فرما دیں تاکہ مجلس عاملہ مرکزیہ ان پر غور کر سکے اور شوریٰ کے لئے ایجنڈا مرتب کر کے تمام مجالس کو غور کرنے کے لئے شوریٰ سے کافی عرصہ قبل بھجوایا جا سکے۔ ایسی تجاویز کے مرکز میں پہنچنے کی آخری تاریخ یکم اکتوبر مقرر کی گئی ہے۔

۲۔ آپ کی مجلس کی طرف سے مجلس شوریٰ انصار اللہ میں شرکت کے لئے نمائندگان کے اسماء گرامی کے متعلق مرکز میں اطلاع زیادہ سے زیادہ ۲۰ اکتوبر تک پہنچ جانی چاہیئے۔ بیس ۲۰ اراکین یا اس کی کسر پر ایک نمائندہ منتخب ہوگا۔ اس کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کرام اور ناظم / ناظم اعلیٰ۔ زعیم / زعیم اعلیٰ بحیثیت عہدہ کے شوریٰ کے رکن ہوں گے۔

سالانہ اجتماع کا چندہ ازراہِ کرم جلد بھجوا دیا جائے تاکہ اجتماع کی تیاری میں روک پیدا نہ ہو۔ آپ کے تعاون کا شکریہ۔

(قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

سالانہ اجتماع انصار اللہ کے موقعہ پر منعقد ہونیوالے

انعامی تقریری مقابلہ کیلئے عنوانات

انصار اللہ میں تقریر کا ملکہ پیدا کرنے کی غرض سے سالانہ اجتماع انصار اللہ مرکزیہ کے موقعہ پر تقریری مقابلہ کروایا جاتا ہے جس میں اوّل اور دوم آنے والے احباب کو انعام دیا جاتا ہے۔ امسال بھی یکم۔ دو اور تین نومبر کو منعقد ہونیوالے اجتماع کے پروگرام میں تقریری مقابلہ کے لئے وقت رکھا گیا ہے۔ انصار اللہ کو چاہیئے کہ وہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس مقابلہ میں شریک ہوں۔ ہر مقرر مندرجہ ذیل عنوانات میں سے کسی ایک عنوان پر تقریر کر سکے گا۔ مقررین کی تعداد کے مطابق وقت دیا جائے گا۔

(۱) حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سادہ زندگی (۲) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مہمان نوازی۔
(۳) خدمتِ قرآن اور حضرت المصلح الموعود۔ (۴) رسومات سے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم۔

(قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

اطفال الاحمدیہ کے لئے وظائف

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کی طرف سے ہر سال سالانہ اجتماع کے موقعہ پر اطفال الاحمدیہ کا دینی اور تاریخی معلومات کا امتحان منعقد ہوتا ہے۔ اس امتحان میں اوّل اور دوم آنے والے اطفال کو ایک سال کے لئے سکول کی پوری اور نصف فیس بطور وظیفہ انعام میں دی جاتی ہے۔ امسال اس کے لئے مندرجہ ذیل نصاب اور شرائط مقرر ہیں:۔

۱۔ عمر نو سال تا چودہ سال

نصاب کتب:۲۔ (۱) ہمارا رسول (۲) سیرۃ حضرت مسیح موعود علیہ السلام (۳) ہماری تعلیم (یہ کتاب اصلاح وارشاد سے مفت حاصل کی جا سکتی ہے)

معلومات:۔۳۔ احمدیت سے متعلق عقائد۔ مسائل اور تاریخی معلومات

۴۔ پاکستان سے متعلق تاریخی اور جغرافیائی معلومات

۵۔ تبلیغ بیرونِ پاکستان و جماعتی ادارہ جات کے متعلق معلومات۔

اس امتحان میں شمولیت کے لئے بچوں کو ابھی سے تیاری شروع کر دینی چاہیئے۔!

(قائد تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ۔ ربوہ)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؛ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

ضمیمہ

ماہنامہ انصار اللہ ماہ ستمبر ۱۹۶۳ء

نتیجہ امتحان قرآن کریم سہ ماہی دوم ۱۹۶۳ء منعقدہ ۱۴ و ۱۶ جون ۱۹۶۳ء

۱۴، ۱۶ جون ۱۹۶۳ء کو قیادت تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے زیر اہتمام قرآن کریم پارہ پانچ نصف اوّل کے ترجمہ کا امتحان لیا گیا تھا۔ اس کا نتیجہ ذیل میں شائع کیا جا رہا ہے۔ اس امتحان میں مکرم مولوی محمد احمد صاحب فاضل کوئٹہ اوّل اور مکرم صوفی عطا محمد صاحب دارالرحمت غربی ربوہ دوم رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ آمین۔

قائد تعلیم انصار اللہ مرکزیہ ربوہ

نمبر شمار	اسماء گرامی امتحان دہندگان	ڈویژن
	دارالصدر غربی ب	
۱	پروفیسر محمد ابراہیم صاحب ناصر ایم، اے	I
۲	چوہدری اللہ بخش صاحب	”
۳	” غلام مرتضٰے صاحب	”
۴	مولوی محمد علی صاحب	سیکنڈ
۵	ڈاکٹر غلام مصطفٰے صاحب	فرسٹ
۶	چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ	”
۷	ماسٹر بشیر علی صاحب	”
	حلقہ گولبازار	
۸	قریشی فضل حق صاحب	”
۹	محمد سلیمان صاحب قریشی	”
	دارالرحمت شرقی	
۱۰	عبدالمومن صاحب کاٹھگڑھی	”
	باب الابواب	
۱۱	ولائت محمد صاحب طاہر	”
۱۲	چوہدری علی اکبر صاحب ایم، اے	”
	دارالبرکات	
۱۳	ماسٹر ضیاء الدین صاحب ارشد	”
۱۴	مولوی امام علی صاحب انصاری	”

نمبر شمار	اسماء گرامی امتحان دہندگان	ڈویژن
۱۵	رانا خورشید احمد صاحب	فرسٹ
۱۶	چوہدری محمد اسحاق صاحب	”
۱۷	ماسٹر محمد حسین صاحب	”
۱۸	ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب اخوند	سیکنڈ
۱۹	نصر اللہ خان صاحب (نائب زعیم خدام)	فرسٹ
۲۰	عبدالسلام جمیل۔ طفل (شاباش)	سیکنڈ
	دارالرحمت غربی و وسطی	
۲۱	مرزا برکت علی صاحب	فرسٹ
۲۲	ایم اللہ بخش صاحب	”
۲۳	قریشی محمد صادق صاحب	”
۲۴	حاجی محمد فاضل صاحب	”
۲۵	حکیم عبیداللہ صاحب رانجھا	”
۲۶	سیّد محمد سلیمان صاحب	”
۲۷	سیّد ولائت شاہ صاحب	”
۲۸	خان میر خان صاحب	”
۲۹	خواجہ عبدالقیوم صاحب	”
۳۰	چوہدری فرزند علی صاحب	”
۳۱	” ثناء اللہ صاحب زرگر	”
۳۲	حکیم عبدالرحمٰن شاہ صاحب	”

نمبر شمار	اسماء گرامی امتحان دہندگان	ڈویژن
۳۳	ڈاکٹر عبدالستار شاہ صاحب مرحوم	فرسٹ
۳۴	ملک بشارت احمد صاحب	”
۳۵	کیپٹن محمد سعید صاحب	”
۳۶	حاجی محمد عبداللہ صاحب	”
۳۷	عبدالرفیق صاحب آصف (خادم)	”
۳۸	محمد یعقوب صاحب اسلم (”)	”
۳۹	محمد اسلم شاد (”)	”
۴۰	حمید اللہ صاحب	سیکنڈ
۴۱	بشیر احمد صاحب	فرسٹ
۴۲	راجہ نصیر الدین صاحب	”
۴۳	صوفی عطا محمد صاحب (دوم)	”
	دارالرحمت فیکٹری ایریا	
۴۴	محمد عبداللہ صاحب	”
۴۵	چوہدری سعید احمد صاحب عالمگیر	”
۴۶	” محمد احمد صاحب	”
۴۷	ملک بشارت احمد صاحب	سیکنڈ
۴۸	مرزا محمد یعقوب صاحب	فرسٹ
۴۹	ماسٹر محمد علی خان صاحب	”
[illegible]	سید عبدالمنان صاحب	”

نمبر شمار	اسماء گرامی امتحان دہندگان	ڈویژن
	فیکٹری ایریا	
۵۱	چوہدری خان محمد صاحب گوندل	فرسٹ
۵۲	ٹھیکیدار محمد رمضان صاحب	،،
۵۳	چوہدری محمد شفیع صاحب خادم	تھرڈ
	دار النصر غربی	
۵۴	غلام قادر صاحب کاریگر کرسیاں	،،
۵۵	حکیم نذیر احمد صاحب قریشی	فرسٹ
۵۶	حسن محمد صاحب کپڑا فروش	تھرڈ
۵۷	مولوی روشن دین صاحب	فرسٹ
	دار الیمن شرقی	
۵۸	چوہدری عبد الصمد خان صاحب رانا	سیکنڈ
۵۹	فیروز الدین صاحب کارکن ہائی سکول	فرسٹ
۶۰	محمد حسین صاحب دکاندار	،،
۶۱	بشیر احمد صاحب	سیکنڈ
۶۲	محمد عظیم صاحب ریٹائرڈ ٹیچر	فرسٹ
۶۳	عبد الرحمن صاحب پوسٹل کلرک	،،
۶۴	چوہدری منظور حسین صاحب	،،
۶۵	سید عبد السلام صاحب	،،
۶۶	ماسٹر محمد مولا داد صاحب	،،
۶۷	مولوی بدر دین صاحب انسپکٹر تحریک جدید	،،
	دار الیمن غربی	
۶۸	احمد خان صاحب	تھرڈ
۶۹	ملک فضل الدین صاحب پنشنر	فرسٹ
۷۰	ملک محمد الدین صاحب خادم	سیکنڈ
۷۱	مولوی محمد اسماعیل صاحب اسلم	فرسٹ
۷۲	قاضی دین محمد صاحب	،،
۷۳	غلام محی الدین صاحب	،،
۷۴	قاضی عبد الحمید صاحب	،،
۷۵	منشی سردار محمد صاحب کاتب	،،
۷۶	جمعدار سراج الدین صاحب	،،

نمبر شمار	اسماء گرامی امتحان دہندگان	ڈویژن
	احمد نگر	
۷۷	مولوی ظفر محمد صاحب	فرسٹ
۷۸	ماسٹر عبد الرحمن صاحب اتالیق	،،
۷۹	میاں فرمان علی صاحب	،،
	راولپنڈی	
۸۰	عبد القادر صاحب بھٹی	،،
۸۱	عبد السلام خان صاحب	سیکنڈ
۸۲	سید بشیر احمد صاحب	فرسٹ
۸۳	چوہدری عبد اللہ خان صاحب	،،
۸۴	قاضی محمد نذیر صاحب	سیکنڈ
	چوہڑکانہ منڈی	
۸۵	ابراہیم صاحب	فرسٹ
۸۶	محمد بوٹا صاحب (چوہدری)	،،
۸۷	شیخ محمد علی صاحب انبالوی	،،
	ملتان شہر	
۸۸	خان عبد الرحیم خان صاحب	سیکنڈ
۸۹	رانا محمد یوسف صاحب	فرسٹ
۹۰	ماسٹر امیر احمد صاحب	،،
	چک ۱۱۷ ع ب چھور	
۹۱	سید علی صاحب ہاشمی	،،
۹۲	غلام احمد صاحب	،،
۹۳	ڈاکٹر غلام محمد صاحب	،،
۹۴	محمد ابراہیم صاحب شاد	،،
	گنج مغلپورہ لاہور	
۹۵	حیات محمد صاحب	،،
۹۶	غلام رسول صاحب چوہدری	،،
۹۷	بشیر احمد صاحب	،،
	خوشاب	
۹۸	محمد اسماعیل صاحب	،،
۹۹	عبد الرحیم خان صاحب	،،
۱۰۰	ملک نصر اللہ خان صاحب	،،

نمبر شمار	اسماء گرامی امتحان دہندگان	ڈویژن
۱۰۱	حمید اللہ صاحب رانا (خادم)	فرسٹ
۱۰۲	عبد الکریم صاحب امام الصلوٰۃ	،،
۱۰۳	شاہ محمد صاحب فیضی (خادم)	،،
۱۰۴	ایم۔ محمد نذیر صاحب	سیکنڈ
	کراچی	
۱۰۵	بشیر احمد صاحب سیال	فرسٹ
۱۰۶	خادم حسین صاحب	،،
۱۰۷	شریف احمد صاحب کانپوری	سیکنڈ
۱۰۸	مولوی عبد الواحد خان صاحب	فرسٹ
۱۰۹	آفتاب احمد صاحب سنبھلی	،،
۱۱۰	چوہدری عزیز اللہ صاحب	،،
۱۱۱	سید محمد یوسف شاہ صاحب	،،
۱۱۲	محمد ابراہیم صاحب	سیکنڈ
۱۱۳	عبد المجید صاحب	فرسٹ
۱۱۴	ملک حبیب احمد صاحب	،،
۱۱۵	چوہدری نذیر احمد صاحب	،،
۱۱۶	مرزا عبد الرحمن صاحب	،،
۱۱۷	قریشی عطاء المنان صاحب	سیکنڈ
۱۱۸	ماسٹر عبد المجید صاحب	،،
۱۱۹	ملک محمد اشرف خان صاحب	فرسٹ
۱۲۰	میجر ظہور الحسن خان صاحب	،،
۱۲۱	چوہدری احمد جان صاحب	،،
۱۲۲	ملک منیر احمد صاحب	،،
۱۲۳	محمد ظفر ممتاز صاحب (خادم)	،،
۱۲۴	چوہدری سلطان محمود احمد صاحب	،،
۱۲۵	صدر الدین صاحب کھوکھر	تھرڈ
۱۲۶	نصیر احمد صاحب	فرسٹ
۱۲۷	حاجی عبد الکریم صاحب	،،
۱۲۸	ملک عبد الرحمن خان صاحب	،،
۱۲۹	محمد شفیع خان صاحب نجیب آبادی	،،

نمبر شمار	اسماء گرامی امتحان دہندگان	ڈویژن
	کراچی	
۱۳۰	ولی الدین صاحب صدیقی	سیکنڈ
۱۳۱	سیّد نذیر احمد صاحب	فرسٹ
۱۳۲	سردار محمد صاحب حلقہ ایبے سینا	سیکنڈ
۱۳۳	عبدالعزیز صاحب	فرسٹ
۱۳۴	محمد حسین صاحب	سیکنڈ
۱۳۵	ڈاکٹر جلال الدین صاحب	فرسٹ
۱۳۶	مستری کرم دین صاحب	سیکنڈ
۱۳۷	صوفی عبدالحکیم صاحب	فرسٹ
۱۳۸	شیخ رحمت اللہ صاحب	〃
۱۳۹	محمد عبداللہ صاحب مہر	〃
۱۴۰	رفیع الزمان خان صاحب	〃
۱۴۱	چوہدری احمد مختار صاحب	〃
	کنری	
۱۴۲	فضل الدین صاحب طارق	〃
۱۴۳	غلام مرتضٰے خان صاحب	سیکنڈ
۱۴۴	سید عمر شاہ صاحب	فرسٹ
	گولیکی	
۱۴۵	پیرزادہ فیض عالم صاحب	〃
۱۴۶	〃 محمد اکبر صاحب سقراط	〃
۱۴۷	〃 محمد اکبر شاہ صاحب	〃
۱۴۸	خوشی محمد صاحب ولد فضل الدین صاحب	〃
۱۴۹	ماسٹر اللہ دتہ صاحب	〃
۱۵۰	چوہدری فتح عالم صاحب	〃
	منڈی بہاؤالدین	
۱۵۱	عبدالرؤف صاحب جلالی	〃
۱۵۲	شیخ منور حسین صاحب	〃
۱۵۳	چوہدری نذیر احمد صاحب	〃
۱۵۴	محمد افضل صاحب اسٹیشن ماسٹر	〃
۱۵۵	ڈاکٹر بشیر احمد صاحب	سیکنڈ
	جہلم شہر	
۱۵۶	عبدالکریم صاحب	فرسٹ
۱۵۷	سید زمان شاہ صاحب	〃
۱۵۸	محمد سلیم صاحب ملک	〃
۱۵۹	حوالدار محمد ابراہیم صاحب	〃
۱۶۰	عبدالعزیز صاحب	〃
۱۶۱	حکیم محمد عبداللہ صاحب	〃
	شیخوپورہ	
۱۶۲	ٹھیکیدار محمد صادق صاحب	سیکنڈ
۱۶۳	مولوی شیر محمد صاحب	فرسٹ
۱۶۴	مرزا جان عالم بیگ صاحب	〃
۱۶۵	محمد الدین صاحب	سیکنڈ
۱۶۶	حکیم مرغوب اللہ صاحب	فرسٹ
۱۶۷	شیخ گلزار محمد صاحب	〃
۱۶۸	احمد علی صاحب	〃
	کوئٹہ	
۱۶۹	مستری نواب الدین صاحب	سیکنڈ
۱۷۰	مرزا رشید احمد صاحب	〃
۱۷۱	محمد نقیب صاحب عارف	فرسٹ
۱۷۲	صوبیدار نواب دین صاحب	〃
۱۷۳	〃 محمد شریف احمد صاحب	〃
۱۷۴	عبدالاحد صاحب	〃
۱۷۵	صوبیدار میجر عبدالرحمٰن صاحب	〃
۱۷۶	سید عبدالرشید صاحب	〃
۱۷۷	محمد عبدالحق صاحب جنجوعہ	〃
۱۷۸	شیخ غلام مجتبیٰ صاحب	〃
۱۷۹	چوہدری محمد عبداللہ صاحب	سیکنڈ
۱۸۰	شیخ بشیر احمد صاحب	〃
۱۸۱	حوالدار آفتاب احمد صاحب	فرسٹ
۱۸۲	مستری اللہ رکھا صاحب	تھرڈ
۱۸۳	ملک محمد اقبال صاحب	سیکنڈ
۱۸۴	غلام مصطفٰے صاحب صادق	فرسٹ
۱۸۵	محمد احمد صاحب فاضل (اوّل)	〃
۱۸۶	مرزا محمد صادق صاحب	〃
	ڈسکہ	
۱۸۷	مستری غلام حسین صاحب	تھرڈ
۱۸۸	ملک عبدالغفور صاحب	فرسٹ
۱۸۹	نذیر احمد صاحب ناصر	〃
۱۹۰	ملک غلام نبی صاحب	〃
	لائلپور	
۱۹۱	سید حاکم شاہ صاحب	〃
۱۹۲	عطاء حسین شاہ صاحب	〃
۱۹۳	فیض احمد صاحب	سیکنڈ
۱۹۴	عبدالرحمٰن صاحب کاشمیری	فرسٹ
	فاروال	
۱۹۵	عنائت اللہ صاحب	〃
	منٹگمری	
۱۹۶	علی محمد صاحب مسلم	〃
۱۹۷	منشی نور محمد صاحب کلرک	〃
۱۹۸	ایم عبدالکریم صاحب	〃
۱۹۹	ملک احمد صاحب ڈرائیور	〃
۲۰۰	شیخ محمد عبدالرشید صاحب	〃
	سکھر	
۲۰۱	قریشی عبدالرحمٰن صاحب	〃
۲۰۲	صوفی محمد ربیع صاحب	〃
	دوالمیال	
۲۰۳	مستری غلام محمد صاحب	تھرڈ
۲۰۴	میجر حبیب اللہ خان صاحب ملک	فرسٹ
۲۰۵	ملک راجو لی صاحب	سیکنڈ
۲۰۶	فرحوالدار عبدالغنی صاحب	فرسٹ

نمبر شمار	اسمار گرامی امتحان دہندگان	ڈویژن
	دوالمیال	
۲۰۷	قاضی عبدالرحمٰن صاحب	فرسٹ
	میانوالی	
۲۰۸	سید محمد حسین شاہ صاحب	//
	چک $\frac{168}{171}$ ع ب منگلا	
۲۰۹	رائے عبدالرحمٰن صاحب	//
	بکھوبھٹی	
۲۱۰	محمد اکمل صاحب	//
	ننکانہ صاحب	
۲۱۱	ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب	//
۲۱۲	رحمت اللہ صاحب	//
	سمبڑیال	
۲۱۳	احمد الدین صاحب	تھرڈ
۲۱۴	ملک سراج دین صاحب	فرسٹ
	بشیر آباد	
۲۱۵	پیر محمد صاحب اکاؤنٹنٹ	//
۲۱۶	حاجی محمد ابراہیم صاحب خلیلؔ	//
۲۱۷	محمد عبداللہ صاحب	//
	سرگودھا	
۲۱۸	چوہدری رحمت علی صاحب مسلم ایم، اے	//
	سیالکوٹ شہر	
۲۱۹	بابو محمد اقبال صاحب	//
۲۲۰	محمد احمد صاحب قمر سنوری	//
۲۲۱	اللہ دتہ صاحب پنشنر	//

نمبر شمار	اسمار گرامی امتحان دہندگان	ڈویژن
	جھنگ صدر	
۲۲۲	میاں ناصر علی صاحب	فرسٹ
۲۲۳	مرزا سردار محمد صاحب	//
۲۲۴	شریف احمد صاحب	//
۲۲۵	عبدالحلیم صاحب	//
۲۲۶	محمد بخش صاحب	//
۲۲۷	علی محمد صاحب	//
۲۲۸	محمد بشیر احمد صاحب	//
۲۲۹	احمد الدین صاحب پنشنر	//
۲۳۰	سراج دین صاحب	//
	پشاور	
۲۳۱	مرزا نصیر احمد صاحب	//
۲۳۲	خواجہ محمد شریف صاحب	//
۲۳۳	عبدالغفور صاحب	سیکنڈ
۲۳۴	چوہدری رکن الدین صاحب	فرسٹ
۲۳۵	عبدالکریم صاحب وہک منشی	//
۲۳۶	مرزا عبدالمجید صاحب	//
۲۳۷	محمد الطاف صاحب	//
	گرمولا ورکاں	
۲۳۸	خواجہ عبدالعزیز صاحب	//
۲۳۹	ماسٹر بشیر احمد صاحب	//
۲۴۰	نور محمد صاحب چیئرمین یونین کونسل	//
	مسن باڈھ	
۲۴۱	عمرالدین صاحب	//
۲۴۲	محکم الدین صاحب جتوئی	//
	حلقہ سول لائن لاہور	
۲۴۳	امۃ اللطیف صاحبہ	//

نمبر شمار	اسمار گرامی امتحان دہندگان	ڈویژن
۲۴۴	ڈاکٹر عبدالواحد خان صاحب	فرسٹ
۲۴۵	حکیم جان محمد صاحب	//
۲۴۶	چوہدری امیرالدین صاحب	سیکنڈ
۲۴۷	ایم فقیراللہ صاحب	فرسٹ
	اسلامیہ پارک لاہور	
۲۴۸	ملک بشیر احمد صاحب	//
۲۴۹	چوہدری عبدالستار صاحب	//
۲۵۰	// غلام احمد صاحب	سیکنڈ
۲۵۱	محمد اقبال حسین صاحب	فرسٹ
۲۵۲	ناصر علی صاحب	سیکنڈ
۲۵۳	سردار بشیر احمد صاحب	فرسٹ
۲۵۴	میاں عبدالحفیظ صاحب	//

(ضیاء الاسلام پریس ربوہ)

ولی پرست نہ بنو بلکہ ولی بنو

یہی وہ غرض ہے جس کیلئے مجھے بھیجا گیا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

'' اصل توحید کو قائم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت سے پورا حصہ لو۔ اور یہ محبت ثابت نہیں ہو سکتی جب تک عملی حصہ میں کامل نہ ہو، نری زبان سے ثابت نہیں ہوتی۔ اگر کوئی مصری کا نام لیتا رہے تو کبھی نہیں ہو سکتا کہ وہ شیریں کام ہو جاوے یا اگر زبان سے کسی کی دوستی کا اعتراف اور اقرر کرے مگر مصیبت اور وقت پڑنے پر اس کی امداد اور دستگیری سے پہلو تہی کرے تو وہ دوست صادق نہیں ٹھہر سکتا۔ اسی طرح پر اگر خدا تعالیٰ کی توحید کا نرا زبانی ہی اقرار ہو اور اس کے ساتھ محبت کا بھی زبانی ہی اقرار موجود ہو تو کچھ فائدہ نہیں بلکہ یہ حصہ زبانی اقرار کی بجائے عملی حصہ کو زیادہ چاہتا ہے۔ اس سے یہ مطلب نہیں کہ زبانی اقرار کوئی چیز نہیں ہے۔ نہیں، میری غرض یہ ہے کہ زبانی اقرار کے ساتھ عملی تصدیق لازمی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ خدا کی راہ میں اپنی زندگی وقف کرو اور یہی اسلام ہے۔ یہی وہ غرض ہے جس کیلئے مجھے بھیجا گیا ہے۔ پس جو اس وقت اس چشمہ کے نزدیک نہیں آتا جو خدا تعالیٰ نے اس غرض کیلئے جاری کیا ہے وہ یقیناً بے نصیب رہتا ہے۔ اگر کچھ لینا ہے اور مقصد کو حاصل کرنا ہے تو طالب صادق کو چاہیئے کہ وہ چشمہ کی طرف بڑھے اور آگے قدم رکھے اور اس چشمۂ جاری کے کنارے اپنا منہ رکھ دے۔ اور یہ ہو نہیں سکتا جب تک خدا تعالیٰ کے سامنے غیریت کا چولہ اتار کر آستانۂ ربوبیت پر نہ گر جاوے اور یہ عہد نہ کرے کہ خواہ دنیا کی وجاہت جاتی رہے اور مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں تو بھی خدا کو نہیں چھوڑے گا اور خدا تعالیٰ کی راہ میں ہر قسم کی قربانی کیلئے تیار رہے گا۔ ابراہیم علیہ السلام کا یہی عظیم الشان اخلاص تھا کہ بیٹے کی قربانی کیلئے تیار ہو گئے۔ اسلام کا منشاء یہ ہے کہ بہت سے ابراہیم بنائے۔ پس تم میں سے ہر ایک کو کوشش کرنی چاہیئے کہ ابراہیم بنے۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ولی پرست نہ بنو بلکہ ولی بنو اور پیر پرست نہ بنو بلکہ پیر بنو ،،

(الحکم ۲۴ مئی ۱۹۰۲ء)

ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس گولبازار ربوہ میں طبع ہوا